یہ ہے علم تصوف کا خلاصہ .... محمد نام ہے شان خدا کا

بُستانِ تصوّف

یعنی

دیوانِ وطن

مصنفہ

مولائی و مرشدی و والدی حقیقت آگاہ معارف دست گاہ طریقت پناہ عالی جاہ حضرت سید افتخار علیشاہ صاحب قبلہ

غریب الوطن

مدنی، چشتی، قادری، حیدرآبادی، قدس سرہٗ العزیز

بہ اہتمام خاص

فقیر حقیر سراپا تقصیر سید شاہ ظہور عالم حسینی خلف و جانشین حضرت موصوف

مطبوعہ

اعظم اسٹیم پریس چارمینار حیدرآباد دکن

قیمت .... ۱۳۵۶ھ .... (عمر)

مردمکِ دیدۂ نورِ قدیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱

وصف لکھتا ہوں کسی شاہدِ معنی ور کا
دیکھ لے ذات میں بندے کی صفاتِ مولا
صورتِ احمدِ بے میم کے معنی ہیں یہی
ہوں میں سرگرمِ گدائی میں کسی انساں کی
آنک لو آنک لو اے مردِ موحق میں ہو اگر
پایۂ عرش سے ہی اُن کا دوبالا پایہ
جس کو ہر تارِ نفس ہے رہِ حق میں سُولی
بامِ دلدار پہ ہیہات کہاں پہونچے گا

۹

ہاتھ آیا ہے قلم روحِ قدس کے پر کا
یہی مجبور تو مختار ہے خیر و شر کا
شانِ حق کی ہے سراپا مرے پیغمبرؐ کا
بادکش جھلتے ہیں جبریلؑ مجھے شہپر کا
آنکھ دروازہ ہے اُس نورِ بصر کے گھر کا
ہاتھ آیا ہے قدم حسن کے مرے رہبر کا
داریاں جان سے منصور ہے اس کے گھر کا
زینہ جب تک نہ بنائے گا تو اپنے سر کا

۲

شبِ معراج شبِ گور نہ کیوں ہو وطن
سر میں سودا ہے مرے گیسوئے پیغمبرؐ کا

۱۰

شانِ صفا ہے رنگ مری آب و تاب کا
بحرِ فنا میں عینِ بقا ہے مرا ظہور

آئینہ ہوں جمالِ رسالت مآبؐ کا
دریا ہوں گرچہ طور ہے میرا حباب کا

آئینہ شانِ حسن ہی یعنی میں عشق کے — میرے ہی منہ کو دیکھئے منہ ہے حباب کا

حائل جہاں کی سیر ہیں غافل ہیں آپ سے — بیداری عین دیکھو تو عالم ہے خواب کا

دلبر ہی ہے دل جسے کہتا ہوں دل ہے یہ — سورج کو ہم سمجھتے ہیں لکہ سحاب کا

معنی ہوئے تجددِ امثال کے عیاں — عالم ہے میرے سانس میں یوم الحساب کا

میری نظر ہے آئینہ رخ پر آپ کے — آئے کبھی جو روبرو منہ ہے حجاب کا

دیکھا جو آپ کو تو نہ دیکھا وہ آپ کو — اندھا ہے سامنا جو کرے آفتاب کا

دیکھا میں اپنے یار کو ہر نوع سے وطن — ذرے کو پھر وصال ہوا آفتاب کا

۱۲	آغاز کائنات کا انجام ہوں وطن والناس پر ہے خاتمہ ام الکتاب کا	۳

کنت کنزاً اک لطیفہ ہے مرے ارشاد کا — ہوں مصنف میں کتابِ عالمِ ایجاد کا

ذکرِ حق کیونکر کریں ہم ہیچ اس و بے زباں — تذکرہ تک یاں نہیں ہوتا ہی اپنی یاد کا

دیکھتے ہیں نقشِ پا ہیں خطِ پیشانی کو ہم — سر نہیں اٹھتا جو آتا ہے خیالِ افتاد کا

بہرہ ور کیونکر نہ ذی جوہر ہوں سن کر گفتگو — ہر سخن موتی ہے میرے معدنِ ارشاد کا

خطرۂ غیریت کا دانہ صید دانا دل کو ہے — یاں خیالاتِ خودی ہی دام ہیں صیاد کا

نشۂ دنیا عشق ہے جاں کنی کے وقت کی — قلقلِ مینا نہیں ہے شور ہی فریاد کا

کیوں نہ پھولیں میری نکہت سے ہوا خواہانِ دہر — ہوں شگوفہ میں بہارِ گلشنِ آباد کا

ہو رہی ہی ہمدمی اک جانِ جاناں سے دمبدم — گوشِ دل ہیں ہر نفس غل ہی مبارکباد کا

آپ کو پاتا ہوں جب میں آپ میں رہتا نہیں — عالمِ ہستی تماشا ہے عدم آباد کا

دم میں سو روزِ ازل ہوں یا ہزار و حشر ہوں
بھید عالم پر کھلے گا کیا میری بنیاد کا

شکلِ معنی ہے مری تصویرِ حسنِ کائنات
لوحِ حیرت یاں ہے صفحہ دانشِ بہزاد کا

۴

ہر نفس بھرتا ہے دم بادِ بہاری کا وطن
دیکھتا ہوں میں تماشا گلشنِ ایجاد کا

۷

ہوا دیدار ہے مجھ کو خدا کا
جو دیکھا میں نے چہرہ مصطفیٰ کا

پھریں کیونکر نہ گردِ مصطفیٰ ہم
یہی کعبہ ہے اربابِ صفا کا

خدا آئینۂ شانِ نبی ہے
نبی آئینہ ہے شانِ خدا کا

احد سے اسمِ احمد ہے مسمّیٰ
یہی ارشاد ہے اہلِ صفا کا

یہی ہیں کیف مدّ الظل کے معنی
جہاں سایہ ہے اس نورِ خدا کا

یہ ہے علمِ تصوف کا خلاصہ
محمد نام ہے شانِ خدا کا

۵

خدا شاہد وطن ہے اس سخن کا
میں بندہ ہوں محمد مصطفیٰ کا

۶

اُسے دیدار ہو کیونکر خدا کا
نہ دیکھا جس نے چہرہ مصطفیٰ کا

وہ کیا پائیگا اِلّا اللہ کے سر کو
نہ پایا فہم میں جو بھید لا کا

نہیں حق کے سوا موجود کوئی
یہی مطلب ہے لفظِ ماسوا کا

کھلے گا عقدۂ لا عبد لا رب
اگر پردہ اُٹھے ما و شما کا

نظر آتی ہے ہر سو شانِ حق کی
مقابل آئینہ ہے اینما کا

۶ | ۱۲

وطن ہے ہم کلامی حق سے اسکو
ہوا جو آشنا اپنی صدا کا

نظر میں دل میں سینے میں ہے جلوہ غوث اعظمؓ کا
سراپا ہی مرا آئینہ خانہ غوث اعظمؓ کا

تماشا دیدنی ہوگا عدالت گاہ محشر میں
جو میرے ہاتھ میں دامن رہے گا غوث اعظمؓ کا

یہ وہ آئینہ ہے شان خدا ہے آئینہ جس میں
کوئی دیکھے خدا آرا روئے والا غوث اعظمؓ کا

عیاں ہیں لحمک لحمی کے معنی شان اقدس میں
سراپا برزخ کبریٰ ہی نقشہ غوث اعظمؓ کا

مقابل جیسے آئینہ کوئی رہتا ہے صورت کے
بندھا ہے سامنا اسطرح میرا غوث اعظمؓ کا

پڑھیں گے فاتحہ اخلاص سے پرواز پر اپنی
اگر جبریل پر ہو کشف درجہ غوث اعظمؓ کا

برائے دیدن لیلیٰ بباید دیدۂ مجنوں
کوئی دیکھے مری آنکھوں سے جلوہ غوث اعظمؓ کا

جہاں میں گو فریق اولیا ہیں آپ ہیں لیکن
گروہ انبیا میں حشر ہوگا غوث اعظمؓ کا

خدا کو اس نے دیکھا اور رسول اللہؐ کو دیکھا
جسے مرشد نے دکھلایا ہی چہرہ غوث اعظمؓ کا

خراماں ہیں تصور سے حریم قلب میں ہر دم
ہے میرا سینہ بے کینہ کوچہ غوث اعظمؓ کا

ظہور احمد مرسل مکرر اس نے دیکھا ہے
جو دیکھا دیدۂ باطن سے چہرہ غوث اعظمؓ کا

۷ | ۷

لحد ہی مردمک پلکیں بعینہ چادر گل ہیں
وطن کا دیدۂ حق بیں ہی روضہ غوث اعظمؓ کا

مٹنے سے زنگ غیر کے کیا کہئے کیا ہوا
آئینہ دل کا مظہر شان خدا ہوا

گو دوسرا ہی خلق، مگر آپ کے سوا — پیدا مری نظر میں نہیں دوسرا ہوا

خود رفتگی کی وجہ نہیں اور اس سوا — حیرت یہی ہے مجھ کو کہ میں کیا تھا کیا ہوا

مٹتا ہی حسن و عشق کا جھگڑا کہیں جناب — صورت بنے جو آپ تو میں آئینا ہوا

مردم نہیں ہی آنکھ میں لو آنک مردمو — بیٹھا ہی یاں کسی کو کوئی دیکھتا ہوا

ہے بے نصیب جانِ سخن سے زبانِ راز — انجان ہے جہاں سے ترا جانتا ہوا

٨

پاتا ہوں جانِ قالبِ دارین آپ کو
جب سے وطن میں واقفِ سرِّ انا ہوا

٧

رہتی ہی جان عرش پہ تن ہی یہاں مرا — پایا میں لامکاں سے پرے ہی مکاں مرا

اک بات ہی ثباتِ جہاں میرے نطق سے — گویا ہے بھید گنجِ خفی کا وہاں مرا

حق مجھ میں آئینہ ہی میں ہوں حق کا آئینہ — شانِ صفا ہی حالِ نہان و عیاں مرا

رہتا ہوں چشمِ اہلِ بصر کی نگاہ میں — ملتا ہی نکتہ داں کے سخن میں نشاں مرا

ذاتِ خدا ہی فہم میں اور وہم ہے خودی — علم الیقین سمجھو تو حق ہے گماں مرا

دیر و حرم میں بھول کے رکھا نہیں پاؤں — سینے میں اہلِ دل کے ہی جب سے مکاں مرا

٩

میں وہ طلسمِ غیب و شہادت ہوں اے وطن
سنتا ہوں نام پر نہیں ملتا نشاں مرا

١٠

وصلتِ جاناں کی لذت سے وہی اُنا ہوا
تو ہوا غائب نظر سے میں جہاں پیدا ہوا
دے رہا ہے مجھکو میرے دلنشیں کی سب خبر
دونوں عالم ہیں نظر میں اور نظر عالم یہ ہے
نے ازل ہی نے ابد ہے نے ہی عالم کا ظہور
گو کہ سب امواج بحرِ ہستِ حق کے ہیں مگر
چھوٹے جب دوئی تو دیکھا تجھ کو دل میں دلربا
مظہرِ اسما ہوں میں ہر ایک شئے کا خلق میں
دوسرا کوئی نظر آتا نہیں میرے سوا

مرتے دم تک جو رہا مرتا ہوا جیتا ہوا
تو نے بدلا روپ اپنا نام یاں میرا ہوا
دمبدم سینے میں دم آتا ہوا جاتا ہوا
جس لئے ہم چشمی نظر سے کی وہی بنیا ہوا
آئینے میں عشق کے بیٹھا ہوں منہ تکتا ہوا
اُس کو ماہیت ملی پانی کی جو پیاسا ہوا
کٹ گئی میری زباں جب تجھ سے میں گویا ہوا
ہوگیا عالم ہویدا میں جہاں پیدا ہوا
دوسرا میری نظر میں آئینہ خانہ ہوا

١٠

حق ہوا ہے پردۂ باطن سے ظاہر ہو بہو
دیکھ تو ہرگز نہ پھر کہنا وطن پیدا ہوا

٧

مطلوب اپنے ہم ہیں کسی کو جتانا کیا
گو جلوۂ زماں ہے تو اے تشنۂ زماں
تیرے سوا نظر نہیں آتا کوئی یہاں
ہوتا ہے اک جہاں میرے ہر سانس میں عیاں
جیسے کہ جانتا ہوں تو ہی نظر میں ہے جلوہ گر
قصہ جہاں کا اول و آخر تلک سنا

اب آگے اس کے طالبو تم کو سنانا کیا
چکرا رہا ہے واسطے تیرے زمانہ کیا
عالم تمام بن گیا آئینہ خانہ کیا
سینہ ہے میرا جوہرِ جاں کا خزانہ کیا
ہر پل ہے میری آنکھ میں تیرا ٹھکانا کیا
آیا نہ کچھ سمجھ میں کہ تھا کیا فنا کیا

۱۱	وصل خدا نصیب جو ہر دم ہی اے وطن آتا ہے تجھ کو اپنی خودی کا مٹانا کیا	۷

ہوتا نہیں حجاب پہ گذر ذہن رسا کا
اس کوچہ میں کچھ تو نشاں ہے مرے پا کا

میں قالب عالم میں ہوں اک روح مجسم
اترے گا نہ اوراق نگہ پر مرے اخفا کا

مجلس میں اسے اہل وفا کی نہیں رتبہ
تنہا کی ہو جو عاشق کوئی دلبر کی جفا کا

دیدہ نہ کیا باز کوئی دیکھنے اس کو
عنقا کی طرح سنتے ہیں سب نام خدا کا

ہے جلوہ حق میرے سراپا میں نمایاں
رہتا ہوں میں جس گھر میں وہی گھر ہے خدا کا

پاتا ہوں تجھے جب میں گزرتا ہوں خودی سے
پردہ ہے مرا نام ترے روئے صفا کا

۱۲	ہوں محو لقائے رخ محبوب وطن میں ہے لب پہ مرے ذکر فنا کا نہ بقا کا	۹

آٹھوں پہر نگاہ میں شان خدا ہے کیا
دل بھی ہمارا دیکھئے تو آئینہ ہے کیا

خود داور ہیں ہم آپ ہی اپنے ہیں مدعا
ہم جانتے نہیں ہیں کہ دست دعا ہے کیا

حسن ازل کو عشق ابد کہہ رہا ہوں میں
مستی مئے الست کی بھی اک بلا ہے کیا؟

اک شان ہے نظر میں وہی ہوں کہ آپ ہوں
آئینہ ہے یہ آپ کا روئے صفا ہے کیا

سرگرم حسن و عشق کے جھگڑے میں ہیں سدا
سمجھے نہ جبر و قدر کا ہم مسئلہ ہے کیا

قید خودی میں رہ کے سمجھتا ہے اس کو دور
بیخود تو ہو کے دیکھ خدا بھی جدا ہے کیا

رہتے ہیں تندرست قیامت تک بحال
انساں کو اپنی زیست میں نا و دا ہے کیا

بت بن گیا کوئی، تو کوئی بن گیا خدا
میں ڈھونڈھتا خدا ہوں کہ انساں ہوا ہے کیا

۱۳

پہونچایا اس نے کعبۂ مطلب تک آن میں
تو کیا ہے اے وطن، یہ ترا رہنما ہے کیا

۹

بندے کے کیا صفات ہیں شانِ خدا ہے کیا
اتنا بھی جانتے نہیں ہم کو ہوا ہے کیا

سمجھی اگر بہت تو ہمہ اوست کہتی ہے
خلقت کے ذہن میں یہی عالم خدا ہے کیا

سب ڈھونڈھتے ہیں اس کو وہ ملتا نہیں کہیں
میں گم ہوا ہوں خلق سے خالق جدا ہے کیا

دیدۂ نشیں کی دید میں رہتے ہیں محو ہم
سنتے نہیں کہ تذکرۂ ماسوا ہے کیا

دار الشفا میں وصل کے رہتے ہیں تندرست
مرنا مریضِ عشق کے حق میں دوا ہے کیا

ہر گل میں بو مہکتی ہے اس رشکِ حور کی
دیکھو تو گلستانِ جہاں میں فضا ہے کیا

گلگشت گلستانِ تحیر میں ہے مجھے
میری نظر میں سیرِ وراء الورا ہے کیا

ہے وہ نظر میں کوئی اسے دیکھتا نہیں
یہ چشمِ جہاں پہ دیکھئے پردہ پڑا ہے کیا

۱۴

آتے ہو ہر طرح سے رہِ راست پر وطن
دل آپ کا بھی طائرِ قبلہ نما ہے کیا

۱۲

بے مثل لا شریک ہے تو ماسوا ہے کیا
خود دوسرا ہے شان تری دوسرا ہے کیا

بندہ ہے کون بت ہے کہاں اور خدا ہے کیا
اک میں ازل سے ہوں یہاں میرے سوا ہے کیا

میں دیکھتا ہوں آپ ہی کو روبرو میں آپ
دیدے کو میرے آنکھ تو لو آئینہ ہے کیا

پایا تو آپ کو، یہ ہمہ اوست کہتی ہے
پوچھو خدائی سے کہ خدا ہی خدا ہے کیا

اثبات کو نہ بات سمجھ دور کر خودی
کعبہ گیا نہ آیا کبھی کوئے یار میں
خطرات ہیں کہ آمد و شد خلق کی ہے یاں
تم شخص ہو میں عکس ہوں ہیں ایک یا ہیں دو
وہ دیکھتا ہے اُس کو نہیں دیکھتا کوئی
حالات سے جہان کے واقف ہوا اگر
حق ہے نظر میں اہلِ نظر رکھ رہے ہیں حق

چپ ہو کہ سن کہ دل میں کوئی کہہ رہا ہے کیا
گمراہ شیخ کو میں کہا تو کیا ہے کیا
دل ہی مرا جہان ہے مہماں سرا ہے کیا
منہ دیکھو آئینے میں کہ ماؤ شما ہے کیا
جو دیکھتے کو دیکھا نہیں دیکھتا ہے کیا
جانا ہے جان جاں کہ تو پھر جانتا ہے کیا
دیکھو تو مردموں کو نظر آ رہا ہے کیا

۱۵

ہے محویت جو دید سے خلقت کی اے وطن
تو کیا حسیں ہے خلق ترا آئینہ ہے کیا

۱۱

سامنا ہے مجھ کو ہر پل اک رخِ پر نور کا
پنبۂ پندار گوشِ دل سے باہر کر کے سن
ہے اگر دراصل تو شغلِ دید پرست کر نظر
آپ سے ہر دم گذر کے آپ کو پاتا ہوں میں
جس نے کھایا ہے پشیماں جو نہ کھایا ہے ملول
دوسرا میں عبد و رب کی شان ہے مجھ سے عیاں
ہو کے بے سدھ سو رہا ہوں گوشۂ تربت میں گو
بارِ نظارہ ترا تا زنگہ پر کیوں نہ لوں
ہر زماں ہنگامۂ محشر ہے مجھ سے وہ ہیں

میری ہر رگ میں عالم ہے چراغِ طور کا
ذرہ ذرہ ہے جہاں میں ہمزبان منصور کا
وصل سے ہے دور بینا ناظر و منظور کا
رات دن مجھ کو وطن میں بھی سفر ہے دور کا
حظ دنیا اہلِ دنیا کو ہے لڈو بور کا
آئینہ کہئے مجھے مختار اور مجبور کا
بیٹھتا ہے جس طرح تھک کر مسافر دور کا
ہے جو نقد محویت انعام اس مزدور کا
کام لیتا ہوں میں اپنے دم سے بانگ صور کا

ہے مرا تا زنگہ پردہ رخِ پرنور کا		کب نظر سے اپنی باہر آپ کو پاتا ہوں

۹	میں ہوں اور نظارہ شانِ خدا ہے اوطنؔ شیخ صاحب کو مبارک ہو تصورِ حور کا	۱۶

گھر یہ ڈھنگا ہے مرا اُٹھے یہ ہر شش در کا نام خورشیدِ قیامت ہے مرے ساغر کا یاں تو دم لینے کو وقفہ بھی نہیں دم بھر کا کس نے پایا ہے پتہ قبلہ من کے گھر کا ایک نقطے نے بھی نظارہ کیا دفتر کا صورتِ آسیا کرتی ہے طمع گھر گھر کا قال کرتے ہیں مگر حال نہیں دم بھر کا لامکاں ہمد موا آنگن ہے ہمارے گھر کا		صورتِ آئینہ مونس ہوں رخِ دلبر کا رو برو اک مہِ بے مہر کے مئے پیتا ہوں دیکھ لے بحر جہاں چشم جو ہو شکلِ حباب دیر و کعبہ میں ہی شیخ و برہمن تھک کر صورتِ جزو ہوں پر دیکھتا ہوں میں کل کو اہلِ معنی کی ہو سنگت جو ہے دانا ورنہ معنوی ایک نہیں عارف لفظی ہیں بہت کنجِ تنہائی میں ہے جانِ جہاں سے خلوت

۷	مٹ گیا زنگ خودی آئینۂ دل سے وطنؔ کیجئے شوق سے نظارہ رخِ دلبر کا	۱۷

اک تیرا جہاں مجھے دوسرا ہوا آیا جو یاں وہ رہ گیا ششدر بنا ہوا پروانہ میں ہوا جو ادھر تو دیا ہوا دیکھا جدھر میں آپ ہی کا سامنا ہوا		جس دم سے آشنا کوئی نا آشنا ہوا بارہ دری میں چار عناصر کی ہے طلسم مغنئے عشق صورتِ حسنِ ازل ہے یہ پھرتے ہیں گھر سمجھ کے مری آنکھ ہی میں کیا

ایماں ہوا نصیب جو سمجھا میں کفر کو پھوٹا جو بلبلا، تو ہوا ہم کنار بحر	سنگت میں بت کی واقفِ سرِ خدا ہوا گزرا جو آپ سے، وہ ترا آشنا ہوا

۱۸	آتا ہوں میں ہی مجھکو نظر تحت و فوق میں عالم مری نظر میں وطن آئینہ ہوا	۵

مرگ کہتے ہیں جسے اپنا وطن جینا ہوا کیوں نہ پیویں مدام ہم بادۂ سرِ الست سر سے جب گزرا تو پہنچا عرشِ مطلب پر قدم پائے ہیں سب نیستی میں ہست سے میرے وجود	جسمِ مردہ جانِ زندہ کو لحد سینہ ہوا عشق ساقی جسم اپنا صورتِ مینا ہوا پائے جاں کو ہر نفس تارِ نفس زینہ ہوا حق نے دیکھی شکل اپنی جب میں آئینہ ہوا

۱۹	جس نے پایا کنہ الانسان سری کو وطن عارفوں کے پاس وہ ہی مرد دیرینہ ہوا	۷

پہونچ سکا نہ ترے تک قدم رسائی کا وفورِ عشق سے رہتا ہوں محوِ نظارہ پڑے نہ گوش پہ حیرت زدوں کے بجلی بھی خدا بھی میں کہا بندہ بھی میں ہی کھلایا رہِ خیال میں عارض کے تیرہ بختوں کو نہ پائے آپ کو مہہات پائے آپ کو جب	خودی نے تنگ کیا قافیہ جدائی کا وصال میں بھی گلہ ہے تری جدائی کا بیان آئینۂ دل کی ہے صفائی کا کریں جو غور تو موجد ہوں میں خدائی کا چراغِ طور فتیلہ ہے روشنائی کا ارادہ وصل میں تھا گو کہ جبہ سائی کا

	نظر میں شاہد دیدہ نشیں کا جلوہ ہے	

۲۰	جو رو برو ہے وطن آئینہ صفائی کا	۷

کیوں نہ ہر پل مجھے حاصل ہو نظارہ تیرا
دیدہ میرا بھی بعینہ ہے جھروکا تیرا

صورت عکس ہی ہر شخص یہاں حیرت میں
آئینہ ہی نہیں اک محو نظارا تیرا

برہمن دیر کو اور شیخ چلا کعبے کو
ایک کو بھی نہیں معلوم ٹھکانا تیرا

دیدہ و دل میں نظر صاف تو آتا ہی مجھے
گھر جو میرا ہے وہ ہے آئینہ خانا تیرا

عالم غیب میں بھی تجھ کو سمجھتا ہوں حضور
بند آنکھیں ہیں پہ کرتا ہوں نظارا تیرا

آپ سے جب میں گزرتا ہوں تجھے پاتا ہوں
دیکھتا ہوں تری آنکھوں سے تماشا تیرا

۲۱	ہر نفس اور ہی عالم میں رہا کرتا ہے ہو گیا جب سے وطن جاننے والا تیرا	۱۰

دو جہاں کا میں ہوا اور دو جہاں میرا ہوا
پر نہ اب تک اے وطن میں آشنا اپنا ہوا

ذکر و فکر و شغل سے حاصل تو اک شہرہ ہوا
واصل جاناں ہوا جب جان سے جدا ہوا

دیکھنے والا نہیں کوئی تماشائے جہاں
کوئی کچھ کہتا ہے کوئی بیٹھا ہے سنتا ہوا

ایک شکل نقطۂ کن کا دفتر عالم ہے عکس
قال ہوتے ہی ہمارا حال آئینہ ہوا

چپ رہا میں تو ہی گویا گنج مخفی کائنات
کچھ سخن منھ سے جو نکلا اک جہاں پیدا ہوا

جوہر یکتا نکل آیا مٹا زنگ خودی
دلربا آیا نظر میں دل جو آئینہ ہوا

ہو گیا جب کشف سِر اپنا دل پر مرے
جلوۂ حق بھی بعینہ آنکھ کا پردہ ہوا

نیند میں بھی آنکھ اپنی بند کر سکتا نہیں
آئینہ رو کو جو دیکھا ہوں مجھے سکتہ ہوا

دیکھتا ہوں جو سوا حق کے نظر آتا نہیں
میں ہوا حق میں تو سب کہتے ہیں نابینا ہوا

۲۲

دیر رہا ہوں میں ہی تحت و فوق کی سب کو خبر
دو جہاں پیدا ہوا جب میں وطن پیدا ہوا

۷

وہ دم ہوں میں کہ جسم ہے سارا جہاں مرا
پائے خدا کو لے جو کوئی امتحاں مرا

ہوں گلستانِ دہر کے ہر گل میں مثلِ بو
میں ہوں جہاں میں پہ نہیں ہے جہاں مرا

سیرِ زمین سینۂ بے کینہ ہے مجھے
بیشتر دماغ مجھ کو ہوا آسماں مرا

کوسوں ہی لامکاں سے پرے ہے مرا مکان
ہووے جو بے نشان وہ پائے نشاں مرا

مردم کی شکل آنکھ میں رکھ لیں گے آنک کر
گر مرد ہوں یہ حال ہو شمہ عیاں مرا

ناقوس پھونکتا ہے، کوئی کہتا ہے اذاں
ہر ڈھب سے لوگ کرتے ہیں فی کردیاں مرا

۲۳

ہوں گلستانِ دہر میں وہ عندلیب میں
جوں بو ہی گوشِ گل میں وطن آشیاں مرا

۷

تو نے دعویٰ جب عدیم المثل کا پیدا کیا
دوسرا تیرے مقابل میں نے آئینہ کیا

ایک ہی صورت نظر آئی ہے مجھ کو چار سو
شش جہت دل کی صفا نے آئینہ خانہ کیا

پیڑھیاں کرتے تھے کیا کیا عالمِ امکان میں
خانۂ تربت نے ہم کو خود بخود دیکھا کیا

وصلِ دریا ہو گیا حاصل جو پھوٹا بلبلا
عشق نے مجھ کو مٹا کر آشنا تیرا کیا

آپ ہی کو دیکھتا رہتا ہوں میں ہر شان میں
آپ ہی نے تو مجھے اس کام کو پیدا کیا

کیا تعلق تھا مجھے نام و نشانِ دہر سے
ہستیٔ موہوم نے مجھ کو عبث رسوا کیا

۲۴	دل گیا در پردہ میں ہو کر جدا جو آپ سے لوگ کہتے ہیں وطن نے خلق سے پردا کیا	۹

رہبانِ کلیسا تھا کبھی کعبہ نشیں تھا
وہ کون تھا آفاق میں عاشق جو نہیں تھا
جب خاک ہوا میں تو ملا رتبۂ اعلےٰ
جوں میرے خیالات تھے مہمان خلائق
جب آپ سے گزرا تو نظر آپ تو آیا
کب چشم تصور سے رہے پانوں وہ باہر
سر اپنا جھکاتا ہے جہاں روبرو کس کے
خورشید قیامت کدھر آیا تھا خبر لو

تھے آپ تو مجھ میں ہی میں اپنی ہیں نہیں تھا
اس آئینے میں کونسا چہرہ نہ حسیں تھا
سمجھا تھا جسے تخت تری عرش بریں تھا
جوں ذہن مرا کون و مکاں کا تو مکیں تھا
سمجھا تو یہ سمجھا میں گماں تھا تو یقیں تھا
کب دامن مژگاں نہ مرا فرش زمیں تھا
حق کہتے ہیں جس کو سو وہ ہر ہر کے قریں تھا
میں محو خیالاتِ رخِ ماہ جبیں تھا

۲۵	جب میں تھا وطن گھر میں نہ وہ جان کے آئے وہ آئے جو مجھ پاس تو میں آپ نہیں تھا	۷

خدائی کہتا ہے جس کو عالم سو یہ بھی ہی اک خیال میرا
بدلنا صورت ہزار ڈھب سے ہر ایک دم میں ہے حال میرا
کہیں سنبھل کہیں ہوں صورت کہیں ہوں پیدا کہیں ہوں حسرت
نظر ہوی ہے نصیب جن کو وہ دیکھتے ہیں جمال میرا
کہیں ہوں سورج کہیں ہوں ذرہ کہیں ہوں ندیا کہیں ہوں قطرہ

وفورِ کثرت سے اپنے مجھ کو ہُوا ہے ملنا محال میرا
طلسمِ اسرارِ گنجِ مخفی کہوں نہ سینے کو اپنے کیونکر
عیاں ہُوا حال ہر دو عالم ہُوا جو ظاہر کمال میرا
حجابِ خورشیدِ ذاتِ معنی ہُوا ظہورِ نمود و صورت
مٹا جو دُنیا سے نامِ آدم ہُوا ہے مجھ کو وصال میرا
ہمیشہ آنکھوں کو بند رکھنا، جمالِ معنی کا دیکھنا ہے
جو گوش کر ہیں وہ ہی سماعت جو بے زبانی ہے قال میرا
الست و قالو بلیٰ کی رمزیں نہ پوچھ مجھ سے وطنؔ تو ہرگز
ہوں آپ مشغول آپ شاغل جواب خود ہے سوال میرا

۲۶

میں نہ بندہ نہ خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
دونوں علت سے جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

شکلِ حیرت ہوئی آئینۂ دل سے پیدا
معنئے شانِ صفا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دیکھتا تھا میں جیسے ہو کے ندیدہ ہر سو
میری آنکھوں میں چھپا یہ تھا مجھے معلوم نہ تھا

آپ ہی آپ ہیں طالب و مطلوب ہر کون
میں جو عاشق ہوں کہا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دل کے آئینے کو میں روبرو رکھ کر دیکھا
آپ کا روئے صفا تھا مجھے معلوم نہ تھا

وجہ یہ معلوم ہوئی تجھ سے نہ ملنے کی صنم
میں ہی خود پردا ہوا تھا مجھے معلوم نہ تھا

۲۷

بعدِ مدت جو ہوا وصل کھلا راز وطنؔ
واصلِ حق میں سدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

۱۱

حیرت افزائے جہاں میرا تماشا ہوگیا
تھا کہاں آ کر چھپا کس جائے میں کیا ہوگیا

بلبلے کی شان کو آئینہ دریا ہوگیا
دیکھنا اپنا مجھے دیدار حق کا ہوگیا

دیکھتے ہیں سب کوئی پہچانتا کوئی نہیں
غافلوں کے حق میں حق بھی اک معما ہوگیا

میں ہی کہلاتا ہوں بندہ میں ہی کہتا ہوں خدا
ذوق ہستی سے مرے عالم ہویدا ہوگیا

پہونچے بام وصل جاناں پر جو گزرے جان سے
مدعا کے پانوں کو سر اپنا زینہ ہوگیا

صورت خورشید ہیں پر کون دیکھے آکے کوئی
نور عالمتاب عارض رخ کو پردا ہوگیا

نام رکھا اک نہ اک ہر اک نے اس گمنام کا
اس سرا میں رہ کے دو دن میں بھی رسوا ہوگیا

شان حق ہمکو نظر آنے لگی ہر شان میں
جس مکاں میں ہم رہے جا کر وہ کعبہ ہوگیا

خاک ہوتے ہی سواری کو ملا دوش صبا
عالم پستی میں اپنا بول بالا ہوگیا

جلوہ گر ہیں آپ جو تنزیہہ سے تشبیہ میں
دیکھنے کو آپ کے کونین پیدا ہوگیا

٢٨	آج ہی دیدار ہم کو حق نے دکھلایا وطن شیخ صاحب کے لئے اقرار فردا ہوگیا	٦

تنہا ہوں میں ہی آئینہ خانہ جہاں مرا
ہر شئے میں نام اور یہ ہے اک نشاں مرا

جلوہ نما ہوں نکہت گل کی صفت سے میں
پاتا نہیں پتہ کہیں باغ جہاں مرا

تنزیہہ ہے حسب مرا تشبیہ ہے نسب
ہے عارفان حق پہ عیاں خانداں مرا

میرا وجود معنی ہے صورت دلیل ہے
جو عالم عیاں ہے وہ راز نہاں مرا

ناقوس سن اذاں کو سمجھ سر جاں کو پا
ہی بتکدے میں فکر حرم میں بیاں مرا

پائیں گے ساکنان عالم کہاں تجھے

ک	ہوا نقشا تھیں ہیں کہ نطق بیان میرا	غزل

ہوا میں آ کا و مرکز سے رہا جو مجھ کو نشتہ سخن کا

بیاں ہوا اسرار گنج مخفی کا طرز سے تو عقدہ مرے دہن کا

ظہور یار اثبات ذات باری نہ کیوں ہو ہر ایک بات اپنی

نمود عکس جمال بے مثل ہے آئینہ ہے ہمارے تن کا

سنے جو کان اپنے گر ہو سے ہمہ سبیح لبیک کی صدا کے

رہے جو خاموش ہم بھی برسوں تو نطق پیدا کرے سخن کا

لگا رکھے کان گوش گل سا لڑائیں آنکھیں کبھی نرگس سا

سنے شگوفے ہزاروں جب ہم کھلا ہے گل ہم پہ اس چمن کا

ہوا ہوں مر کے شہید عشق ہوا ہوں دفن سینے میں اہل دل کے

بعینہ تار نگاہ حق ہیں بنا ہے رشتہ مرے کفن کا

رہے جو اک عمر سر بزانو ہوئے جو تسبیح تن سے فارغ

ہم گردن کے کھوٹے سے ملکے تو حال ہم پایا اپنے من کا

نہاں ہو ظاہر بیان سحر کا عیاں ہو شت غبار آدم

ہزاروں عالم بگڑ گئے جب ہوا ہے تیار اس وطن کا

(۱۱)

دل میں غیب ہستی اپنا مسکن ہو گیا	لا مکاں گویا ہمارے گھر کا آنگن ہو گیا
ہوں وہ دریا جس کے ہر قطرہ میں ہے عالم نیا	سینہ میرا ذکر کن کا گویا معدن ہو گیا

جان کے جاتے ہی جانا ہم نے جانے کا مقام
ہم و عیسیٰ ہیں کہ چرخِ چار عنصر میں رہے
منزلِ وحدت کے رہرو کو ہی کثرت طے سفر
دیکھا اُس خانہ نشیں کو ہو کے باہر آپ سے
آپ کو عالم میں دیکھا دیکھا عالم آپ میں
گو نظر آئیں نہ سب میں پر نظر میں آپ ہیں
ہو گیا ہمدم یہی جانِ جاں جس دم ہم ہوئے
دیکھتے ہیں آپ کو اس وجہ سے ہم آپ میں

دامنِ مادر کہیں گہوارہ مدفن ہو گیا
دامنِ مریم ہمیں بنا ہی امن ہو گیا
وصل میں بھی امتیازِ وصل رہزن ہو گیا
جسم کی دیوار کو دیدہ ہی روزن ہو گیا
گوشۂ وحدت ہمیں کثرت کا آنگن ہو گیا
آپ کا چھپنا نہ چھپنا ہم پہ روشن ہو گیا
جان اپنی جان کر مجھکو یہاں تن ہو گیا
روبرو جب آپ کے آئینہ میں ہو گیا

۱۰	دیکھتے ہیں ہم ابھی جلوۂ حسنِ ازل عالمِ پیری وطن ہم کو لڑکپن ہو گیا	۳۱

الم نشرح ہے عالم مصحفِ رخسارِ جاناں کا
میسّر وصل ہے جی سے مٹا ہی خوفِ ہجراں کا
تصور گوشۂ تنہائی میں ہے قدِ جاناں کا
میں شیدائی ہوں صحرائے وحشت خیز کا ہر سو
[illegible]
[illegible]
اسی کا طوف کر غافل قسم ہے ربِ کعبہ کی

دلِ سیپارہ کو ہر نزکیہ کر حفظ قرآں کا
سمجھتا ہوں جسے دل میں وہ گھر ہے میرے جاناں کا
ہی بالا عالمِ بالا سے زینہ میرے ایواں کا
ہر اک نقشِ قدم پیدا کیا ہے پا بپا آپ کا
نہاں [illegible] چلے مہتاب کا
[illegible] انگشت کا خورشید اک ابر جاناں کا
گزر گاہِ خلیل جانِ عالم دل ہی انساں کا

لٹائیں کیوں نہ ہم بھی دولتِ علمِ لدنی کو
تصور میں کسی گل کے شگوفے ہم سے ظاہر ہیں

تصرف میں ہمارے لے مدنوں ہی ملک عرفاں کا
جو دیکھیں آنکھ بھر گلخن کو عالم ہو گلستاں کا

٣١	بساطِ قرب تک پہنچا وطن دل کی صفائی سے بنا ہے میرا دیدہ آئینہ رخسارِ جاناں کا	٨

سمجھا نہ حق کو بندہ کہایا تو کیا ہوا
اپنے مکاں میں یار کو رکھ کر نہیں ملا
مسجود پاس ہے نہ ہوا ہم بغل کبھی
خاشاکِ ماسوا سے نہ دل کو صفا کیا
سمجھا نہ کون گویا ہے اس دم کلام کا
جب تو مٹے تو ہو گا شرف ہم وصال کا
جب تو سراپا سر ہو موجود ہی نہیں

اندھے کی طرح رو کے پکارا تو کیا ہوا
کعبے کو جا کے حاجی کہایا تو کیا ہوا
سجدے میں شیخ سر کو جھکایا تو کیا ہوا
کعبے کا صحن جھاڑ کے آیا تو کیا ہوا
قرآن پڑھ کے تو نے سنایا تو کیا ہوا
رکھ کر خودی خدا کو پکارا تو کیا ہوا
بت کو اگر خدا میں پکارا تو کیا ہوا

٣٢	میں وہی نورِ حسنِ ازل ہوں سمجھ وطن مستی میں عشق نے جو ملایا تو کیا ہوا	٦

سامنا مجھ کو خدا اور مصطفیٰ کا ہو گیا
غیب سے آیا شہادت میں جو وہ نورِ احد
کیوں نہ اربابِ صفا کا میں ہوں منظورِ نظر
ہو گیا میں جانِ جاں سبحان جانا ہو گیا

دل مرا کعبہ بنا دیدہ مدینہ ہو گیا
دیکھنے کو دیکھنے کونین سارا ہو گیا
دل مرا آئینہ شانِ مصطفیٰ کا ہو گیا
جانِ جاں تک جان سے جانے کا بہانا ہو گیا

حق کو جب دیکھا تو شانِ مصطفٰی آئی نظر
مصطفٰی کی شان میں پیدا رخِ حق کا ہوگیا

۳۳

جب سے ہے نورِ خدا کی دید مجھکو اے وطن
خود بخود اُس ان سی منھ کا لا غودی کا ہوگیا

۷

جلوۂ حق صورتِ بت میں نمایاں ہوگیا
بلبلا دریا سے مل کر بحرِ عمّاں ہوگیا
میں ہوا بیخود جو تو نے مجھ میں پایا آپ کو
دیکھتا ہوں جب تجھے آتا ہوں میں مجھکو نظر
میں ہوا تو عشق سے اور تو ہوا میں حسن سے
دیکھ کب سکتا ہوں میں آئینہ رو کو وصل میں

تھا جو ایماں کفر ٹھیرا کفر ایماں ہوگیا
جب [illegible] ہوئی حق آپ پیدا ہوگیا
شخص دیکھا عکس ہی آئینہ حیراں ہوگیا
آئینہ میرا ترا رخسار تاباں ہوگیا
عقل حیراں ہے کہ میں پایاں کیسے ہوگیا
ہمدم [illegible] آئینہ حیراں ہوگیا

۳۴

خود شناسی سے ہوا مطلب مجھے حاصل وطن
ہمکلامی حق سے ہے جب میں سخن پیدا ہوگیا

۹

ب

آپ کے جو یانوں پایا یا حبیب
حق سے آتی ہے صدا لبیک کی
کان سے سنتا ہوں حق کا نام میں
آئینہ معراج کے معنی ہو سے

عرش کا پایہ ہلا یا یا حبیب
آپ کو جب میں پکارا یا حبیب
آپ کو آنکھوں سے دیکھا یا حبیب
آپ نے [illegible] دیکھا یا حبیب

آپ کے ہیں پانوں پیشانی مری — پیش آنا تھا جو آیا یا حبیب

آپ کو جب میں نے پایا آپ میں — آپ کو پیش میں نے پایا یا حبیب

آپ سے دم بھر جدا کیوں کر رہوں — میں ہوں قطرہ آپ دریا یا حبیب

دیکھتا ہوں میں خراماں آپ میں — آنکھ ہے میری مدینہ یا حبیب

۱۰	رو برو رکھ کر وطن کو دیکھئے ہے یہ آئینہ تمہارا یا حبیب	۳۵

ت

دل مکاں ہے سینہ ہے کعبہ میرا کوئے دوست — ہر نفس آ رہی ہے مجھ کو ہر دم بوئے دوست

جسمِ خاکی خاک ہے اور سنگریزوں کے عوض — سینکڑوں عشاق کے دل ہیں میان کوئے دوست

کس لئے پیغام و سلام ایسا کیا مطلوب ہے — جو گزرتا ہے مرا دم ہے روانہ سوئے دوست

وہ نہیں ہے میں ہوں اور میں ہوں نہیں ہے خود وہی — جسم اس کا تن ہے میرا رخ ہے میرا روئے دوست

کہتے ہیں عشاق مجھ کو طائرِ قبلہ نما — شش جہت پھر پھر کے جاتا ہوں میں سوئے کوئے دوست

وہ نظر میں ہے جو پایا اس پہ ہے میری نظر — مردمک کے آئینے میں دیکھتا ہوں روئے دوست

چاند ہوتا ہے اسی کا ان مذہبِ عشاق میں — کھولے گھونگٹ جب نظر آ جائے ہے ابروئے دوست

کیوں نہ اربابِ صفا کے ہم رہیں پیشِ نظر — دیکھتے ہیں آئینے کی شکل ہر دل روئے دوست

رہروانِ عشق خضرِ وقت کہتے ہیں مجھے — سینکڑوں کو میں نے بتلا دی ہے راہِ کوئے دوست

۵	کیا گلہ ہے ہجر کا ہے وصل حاصل اے وطن دیکھتا ہوں ہر طرف آتا نظر ہے کوئے دوست	۳۶

رہتا ہے میرے سر میں ہمیشہ خیالِ دوست
آٹھوں پہر نصیب ہی مجھکو وصالِ دوست

مکتوب سے غرض ہی نہ قاصد سے کام ہے
آئینۂ نظر میں عیاں ہی جمالِ دوست

ہم اس لئے ہی دم کو غنیمت سمجھتے ہیں
موقوف ہے اسی پہ جوابِ سوالِ دوست

فرقت ہی موت، وصل کے معنی حیات ہیں
دم بھر میں ہم پہ کھل گیا ہمدم کمالِ دوست

٩	ہر وہ ہی سربلند دو عالم میں اے وطن جو سر اسیر غریب ہوا پائمالِ دوست	٣٧

ث

جو نہ جانا تجھ کو جانا اس کا ہی جینا عبث
جو نہ دیکھا تجھ کو پل بھر اس کا ہی دیدہ عبث

ناظر و منظور ہی یاں کون صاحب کے سوا
بندہ پرور آپ مجھ سے کرتے ہیں پردا عبث

اسم کا پردہ اٹھا تہ بات کی پانی ہے اور
خشک لب بیٹھا ہی کنارے موج اور دریا عبث

سننے والا کون ہی حق کے سوا یاں دوسرا
ہے انا الحق حضرتِ منصور کا کہنا عبث

ہو چکے ٹھنڈے دست و پا یادِ ازل سے ایکدن
گرم ہو کر ہے اکڑنا اہلِ دنیا کا عبث

کافر و مومن سے کہدو گھر میں رکھکر یار کو
دیر میں آنا عبث ہے کعبے کو جانا عبث

ہوش رکھ دم پر کبھی واقف ہو دم کا ایکدم
دمبدم دم کا نہیں آنا عبث جانا عبث

جب نہیں حق کے سوا موجود ہی یاں دوسرا
شمع لے کر ڈھونڈتے سورج کو ہی پھرنا عبث

٩	دیکھئے جلوہ جمالِ یار کا ہر سو وطن ذکر و فکر و شغل کا عالم کو ہے دھندا عبث	٣٨

ج

اٹھا وہ جو تھا میم کا پردا شبِ معراج / احمد نے احد آپ کو پایا شبِ معراج

جھگڑا جو ہوا عشقِ ابد حسنِ ازل میں / اک آن میں حضرت نے چکایا شبِ معراج

حضرت ہی کی صورت کو گئے دیکھنے حضرت / حضرت ہی تھے حضرت کا تماشا شبِ معراج

اک شان کے دو نام ہیں اللہ و محمد / امت پہ کھلا ہے یہ معما شبِ معراج

رویا میں جو رویا میں نظر آ گئے حضرت / ہنستا ہوں میں ہر روز ہی میرا شبِ معراج

تھے طالب و مطلوب اک جان دو قالب / حضرت نے اس سر کو جتایا شبِ معراج

منہ پر یہی اربابِ صفا کے میں کہوں گا / آئینہ تھا حضرت نے جو دیکھا شبِ معراج

عالم شجرِ موم تھا سوزنگ سے ظاہر / گولا ہوا حضرت نے جو رگڑا شبِ معراج

۳۹	جانا جو فلک پر تھا وہ آنا تھا وطن کو دیکھا میں طلسمِ شہِ والا شبِ معراج	۷

ح

سب سے گذر کے یار کو پایا کسی طرح / آخر حباب بحر میں پھوٹا کسی طرح

پوچھا تھا ہے بندۂ حق کو بشر کہاں / افشا نہ ہو گا راز خدا کا کسی طرح

مطلوب کے جمال پہ تو ہی حجاب ہے / طالب جو ہی اٹھا دے یہ پردا کسی طرح

جوہر ہوا عیاں جو کیا دل کو مصقلہ / آئینہ بن کے یار کو دیکھا کسی طرح

جبتک ہے جان نہ جائے جانا ہی کہہ [illegible]	سب [illegible] جانا کس طرح
جبتک ہے تو خدا کو نہ پائیگا یاد رکھو	[illegible] ہو گیا کس طرح

۴۰	ہے امتیاز دید وطنؔ باعثِ حجوبیت ہے وصل میں بھی یار سے پردہ کسی طرح	۷

خ

پائے حق کو پائے جب اسرارِ شیخ
دیکھے حق کو دیکھے جب دیدارِ شیخ

حق سے باتیں کر لو موسیٰ کی طرح
گوشِ دل سے گر سنو گفتارِ شیخ

جبتلک تارِ نفس ستار ہے
لوٹنے پائے نہ مجھ سے تارِ شیخ

عرش پر رہنے کی ہے کس کو ہوس
بس ہے مجھ کو سایۂ دیوارِ شیخ

اہلِ جنت کو جناں ہو خارزین
دیکھ لیں گر نزہتِ گلزارِ شیخ

نام ہے بندوں میں گو اکبر علیؓ
ہیں نقیبانِ حق بگر آثارِ شیخ

۴۱	حشر کا سودا ہوا کرتا ہے یاں اے وطنؔ سرگرم ہے بازارِ شیخ	۷

د

ہے پیشِ نظر تارِ نگہ گو سے مجھے سمند
ہر آنکھ کے پردہ میں نہاں رہتے ہیں [illegible]

۱؎ خلافت آبائی و جدی کے علاوہ حضرت وطنؔ آپ کے خلیفہ جانشین بھی تھے (۱۲)

۴۳	ر	۹

بصیرت سے ہوئی ملبوس ہے شانِ علی اکبرؓ
فنا فی الشیخ کے معنی ہوئے صورت نما مجھسے
نظر میں شانِ حق ہے جلوہ گر گھر میں خدائی ہے
اُتارا سر سے جب بارِ امانت میں ہوئے ساجد
مسخر ہو گیا ہے جلوہ حُسنِ ازل میرا
نکالا خاک راہ سے مجھ کو پہنچایا مطالب تک
نہیں کچھ کفر و دیں مسلک سے مجھ کو مطلب ہے
معانی من رآنی کے مسلسل فہم میں آئے

مرا تارِ نگہ ہے، تارِ دامانِ علی اکبرؓ
بنی ہے جان میری قالبِ جانِ علی اکبرؓ
کھلا ہے جب سے دل پر سرِ عرفانِ علی اکبرؓ
جھکایا میری گردن بارِ احسانِ علی اکبرؓ
زباں پر ہے جو وردِ دائم ذیشانِ علی اکبرؓ
رہے گی روح بھی میری ثنا خوانِ علی اکبرؓ
مرا مذہب ہے یہ میں ہوں مسلمانِ علی اکبرؓ
جو دیکھا چشم سے ہے روئے رخشانِ علی اکبرؓ

۴۴	وطن ہے ناظرِ نظر منظور آئینہ ہوئے دیکھا؟ بجائے مردمک آنکھوں میں ہے شانِ علی اکبرؓ	۷

زیرِ زمیں رہا نہ گیا آسمان پر
خاموش میں رہا تو نہ بندہ ہے نے خدا
چکرانا آسمان کا بیوجہ مت سمجھ
قالب نیا ہے کثرت و وحدت کا ذہن میں
خود ہی کو تاڑتا ہوں میں جو شئے ہو روبرو
پاتا ہوں میں غلیلِ دو عالم جو آپ کو

پایا ہوں جانِ جاں کو جو کھیلا میں جان پر
گویا خدائی ٹھہری ہے میری زبان پر
عالم نثار جان سے ہے میری شان پر
دھوکا جہان کا ہے مجھے میری جان پر
آئینے کا گمان ہے مجھ کو جہان پر
سو کعبے ہیں فدا مرے دل کے مکان پر

۷	جلوہ نما ہوں دیدۂ کونین میں وطن کرتا نہیں ہے کوئی نظر میری شان پر	۴۵

نہ رام رام اب بابے کہہ تو نہ دل سے ہردم خدا خدا کر
اٹھائے پردہ عبودیت کا سمجھ کے ور دانا انا کر
میں وہ ہوں اک درِ بحرِ معنی - سراغ صورت کا میرے پانے
کیا ہے بادل نے زہرہ پانی، جو دل کو اپنے گھٹا گھٹا کر
خودی میں اک بیخودی نہاں ہے، تو بیخودی میں خدا عیاں ہے
خودی ہے شانِ خدا، خودی میں جو خود بیخود ہے، خود آ خود آ کر
میں وہ ہوں اک ذات شمعِ روشن ازل سے اس بزم شش جہت میں
جو سبعہ سیارہ گھورتے ہیں مجھی کو آنکھیں لڑا لڑا کر
نمودِ اشیا مرے قدم سے ظہور اسما ہے میرے دم سے
ہوں بزم عالم میں جلوہ آرا، میں شان اپنی بنا بنا کر
عیاں ہے صورت عبودیت کی نہاں ہے سیرت ربوبیت کی
کیا جو آئینہ دل کو اپنے، میں زنگِ ہستی مٹا مٹا کر
یہ مرنا جینا جو خلق کا ہے نہ جانا اس کو وطن کسی نے
نہاں میں ہوتا ہوں احدیت میں جہاں کو صورت بتا بتا کر

۷	ز	۴۶

معلوم نہیں مجھکو کہ جاتا ہے کدھر روز		ہوں محو سدا دیکھ رخِ شمس و قمر روز

سُنتے ہیں کب عوام ہمارا بیانِ خاص

۵۰ ـــــــ ض ـــــــ ۶

نہ جانیں کیونکر اپنا جانتا فرض	خدا کا دیکھنا ہم کو ہوا فرض
ہوا محوِ لقائے روئے جاناں	کیا کس لطف سے میں نے ادا فرض
ہوا ہی کشف وَاسجُد وَاقتَرِب کا	خوشا سنت خوشا واجب خوشا فرض
رہے گی یال بھر ہستی جو تجھ میں	نہ ہوگا بال بھر تجھ سے ادا فرض
ہوا قربِ فرائض مجھ کو حاصل	مرے ذمے نہیں باقی رہا فرض

وطن ہی شانِ حق ہر اِک نظر میں
نہیں میں نے کیا دم بھر قضا فرض

ـــــــ ط ـــــــ

ہی مجھکو نے خدا سے نہ کوئی صنم سے ربط	رکھتا ہوں آپ اپنی ہی دم اور قدم سے ربط
آئی سمجھ میں راہ ثباتِ وجود کی	اک عمر جب رہا مجھے اہلِ عدم سے ربط
گو ہم ہی مدعائے دو عالم ہیں خلق میں	حیرت ہی آج تک جو نہیں ہم کو ہم سے ربط
خود رفتہ ہوں میں ہی مجھے خود رفتگی سے کام	ممسک سے دوستی ہی نہ اہلِ کرم سے ربط
مملوک اس کا عالمِ پست و بلند ہے	لازم ہی آدمی کو کرے اپنے دم سے ربط
ہو جائے حق سے چار ہی دن میں خلا ملا	پیدا کرے جو طالبِ حق آج ہم سے ربط

صورت نما ہوں آئینۂ فقر میں وطن

رکھتا نہیں ہوں میں کسی اولادِ جم سے ربط

۵۲ ——— ظ ——— ۷

شاہدِ غیب کے ہوں مصحفِ رُخ کا حافظ
حفظ پر فاتحہ اخلاص سے پڑھتا اپنے
محوِ نظارہ کو کب روئے کتابی سے ہی کام
لام گیسو الفِ قد کو ترے گر دیکھیں
رُوبرو مصحفِ ناطق ہی جو میرے ہر دم
تذکرہ مصحفِ رُخ کا ترے یاد آتا ہے

جتنے بینا ہیں وہ کہتے ہیں مجھ کو یا حافظ
نحن اقرب کے جو معنی کو سمجھا حافظ
دیکھتے ہی کھول کے قرآن کیا اچھا حافظ
بھول جائینگے سبق اپنا سراپا حافظ
جمع ہوتے ہیں مکاں پر مرے کیا کیا حافظ
دیکھیں اللہ سے پھر بزمِ جہاں کا حافظ

بند آنکھیں ہیں پہ رہتا ہوں تلاوت میں وطن
شاہدِ غیب کے ہوں مصحفِ رُخ کا حافظ

۵۳ ——— ع ——— ۷

سامنے دلبر کے جب تو جائیگا تنہا شروع
ہیں یہی معنی سواد الوجہ فی الدارین کے
آپ سے گذرا تو پہنچا میں بساطِ قرب تک
نسخۂ ایجادِ عالم کا یہی مضمون ہے
جاننا جانِ جہاں کا جان ہی کو سوں پرے
ہر نفس سر پر بلائیں سو ہی نازل ہمدمو

تو نظر آئیگا ترے رُوبرو پردا شروع
ہی دو عالم سے گزرنا فقر کا رستہ شروع
یار کے ایوان کا سر ہے مرا زینہ شروع
ہو رہا ہے خوب حسن و عشق میں جھگڑا شروع
جان سے جانا ہی گویا جاننا اس کا شروع
عشق کے کوچے میں تم نے گر قدم رکھا شروع

لفظِ انا تو کہتے ہیں اربابِ معرفت ۔۔۔ معلوم ہو جو غور کریں دار کی طرف

۵۶ ۔ مشتاق ہا گر نہ ہو کوئی افسوس ہے وطن
حق کی نظر ہے طالبِ دیدار کی طرف ۔ ۷

ق

گریاں نہ کیوں ہو دیکھ کے سینے پہ داغِ عشق ۔۔۔ اس آرزو سے ہی سرسبز باغِ عشق

ہے یادِ حق سے نیک جو حاصل ہو بیخودی ۔۔۔ بہتر ہمائے عقل سے ہے مجھ کو زاغِ عشق

ہے کائناتِ حسن مری شان سے عیاں ۔۔۔ پیدا کیا ہے میں نے سراسر دماغِ عشق

کھاتا ہوں غم خیال ہے اک چشمِ مست کے ۔۔۔ پیتا ہوں اپنے خون سے بھر کر ایاغِ عشق

جب خاک ہو گیا مجھے دوشِ صبا ملا ۔۔۔ کھوئی جو اپنی جان تو پایا سراغِ عشق

لو میں فروغِ حسن کی جلتا ہوں روز و شب ۔۔۔ روشن ہے بزمِ دہر میں مجھ سے چراغِ عشق

۵۷ ۔ اولیٰ ہیں شیخ و شاب سے رند و گدا وطن
بہتر دیارِ عقل سے ہے مجھ کو داغِ عشق ۔ ۹

منصور ہی کیا کہتے تھے ہر بار انا الحق ۔۔۔ ہم کہہ دیں اگر حق تو کہے دار انا الحق (زمانہ)

ہر تارِ نفس جان کو سولی ہے ہماری ۔۔۔ ہر دم کو نئے سر سے ہے تکرار انا الحق

کس وصلِ حق کا ہے گذر باغِ جہاں میں ۔۔۔ پھولے ہوئے کہتے ہیں خس و خار انا الحق

بندے نہیں ہم کے ہیں جو کہتے ہیں انا عبد ۔۔۔ صاحب ہیں ہم اسکے جو کہے یار انا الحق

ہم خانہ نشینِ حق کے تصور میں ہیں ہر دم ۔۔۔ کہتے ہیں ہمارے در و دیوار انا الحق

۱۸	کس طرح کہلائیں عالم میں وطن انسان ہم	٦١

چپ نہیں بیٹھے ہیں کرتے ہیں کسی کی یاد ہم
پوچھتے کیا ہو ملے تم سے تو کیا ہم کو ملا
پھنس رہے دامِ خودی میں جو نادان یہاں
دیکھئے عالم ہمارا اہل عالم دیکھئے
ہمدمی اک دل انیس سے ہمدم موم پھر آج
دفترِ عالم کا انساں گو شمارہ ہے مگر
میں خودی میں بے خودی ہی میں یہاں ہم محوِ خدا

دیکھتے ہیں دل میں سیرِ عالمِ ایجاد ہم
لٹ گئی ہستی ہماری ہو گئے برباد ہم
صید کرنے کے لئے اپنے بنے صیاد ہم
دم بہ عالم ایسے کرتے ہیں کئی ایجاد ہم
دمبدم دیتے ہیں ہر دم کو مبارکباد ہم
فاصلو دیکھو تو ہر فرد پر ہیں صاد ہم
تا ہم قیدی ہی مگر ہیں ذات سے آزاد ہم

۱۰	ذکرِ دنیا ہے نہ فکرِ آخرت ہے اے وطن اور ہی عالم کی باتیں کر رہے ہیں یاد ہم	٦٢

ملتے ہیں جیسے شاہ سے ویسے گدا سے ہم
چشمک کی چال عرصۂ فردا سمجھتے ہیں
پاتے ہیں ملّا عائے دو عالم جو آپ کو
ہم کو بھی اطلاع نہیں ایسے بھید کی
آئی سمجھ میں ہم نفسی جب سے یار کی
سمجھا نہ کوئی کون ہے کس کا خدا ہے نام

جاروب گھر میں دیتے ہیں بالِ ہما سے ہم
ہر آن ایسے ملتے ہیں اپنے خدا سے ہم
جا سکتے ہم نہیں ہیں کہیں اپنی جا سے ہم
باتیں جو کرتے رہتے ہیں اکثر خدا سے ہم
محفوظ گھڑ ہیں رہتے ہیں اپنی صدا سے ہم
کہتے رہے سجدہ ہو ہر اک آشنا سے ہم

نہ بندہ ہوں کسی کا نے خدا ہوں
ہوا عاشق تو دیکھا حسن اپنا
جہاں ڈوبے ہے جا منصور حلاج
شرارت مجھ سے پروانوں نے سیکھی
نہ مرنا یاد ہے مجھ کو نہ جینا
نمودِ بے نمودی ہے مری شاں
دو عالم مجھ میں دیکھیں اپنا عالم
ہیں اپنی شان کا ہوں آپ موجد

ان ہی دونوں کا لیکن مدعا ہوں
میں اپنی شان کا خود آئینہ ہوں
اسی دریا کا میں بھی آشنا ہوں
دیئے کو داغ بھی میں ہی دیا ہوں
بنی بہت عجب صورت نما ہوں
کہے تو رہوں گا ہے آئینہ ہوں
کہ میں دونوں جہاں کا سامنا ہوں
میں خود نقاش خود خاکا بنا ہوں

۱۰	وطن صاحب کروں کس رخ میں سجدہ مرے صاحب کو ہر سو دیکھتا ہوں	۶۵

بسانِ مردمِ دیدہ عیاں ہوں
ہیں ماہیت مری تقدیر و تدبیر
جہاں کی سیر ہے نظارہ میرا
پتنگ اور شمع جلتے ہیں مرے پر
ہوئی ہے میرے آگے زال دنیا
ہے میری نطق سے آفاق گویا
پڑھا ہے دفتر ایجادِ عالم
مرے ہی دم سے ہے روشن خدائی

ہوں آنکھوں میں نظروں سے نہاں ہوں
میں خود گرداب خود آبِ رواں ہوں
جہاں تشریح ہی میں چیستاں ہوں
جو حسن و عشق کے میں درمیاں ہوں
ہوں دیرینہ ولیکن نوجواں ہوں
دہانِ خلق میں گویا زباں ہوں
کتابِ لفظِ کن کا نکتہ داں ہوں
جہاں فانوس ہے میں شمع نہاں ہوں

ظہورِ خلق ہیں میرے خیالات	زمین دل ہے مرا میں آسماں ہوں

٦٦	نہ کعبہ ہوں نہ بت خانہ وطن ہیں خیالاتِ دو عالم کا مکاں ہوں	١٠

سوچو تو مجھے زنگِ تعلق سے صفا ہوں
دیکھو تو مجھے آئینۂ شانِ خدا ہوں

صورت کی صفت آئینے میں جلوہ نما ہوں
قالب میں ہوا اس طرح کہ قالب سے جدا ہوں

اقلیمِ حقیقت میں لقب شاہ ہے میرا
ظاہر کو مرے دیکھیے تو مثلِ گدا ہوں

معنی میں جو دیکھو تو ہوں [illegible] حقیقت
صورت کو مری دیکھیے تو مثلِ گدا ہوں

باور نہ کروں تیرے سخن کی اے غلط
دیکھا تو نہیں حق کو یہ کہتا ہے سنا ہوں

ہر رہبرِ مقصود کا ٹھہرا ہوں بہ ہر حال
رہبر ہے اگر خضر میں دریائے بقا ہوں

اک مصحف کی آیت کو نہ تحقیق کیا شیخ
کہتا ہے پھر اس منہ پہ کہ قرآن پڑھا ہوں

نظروں میں ہر اک شخص کی ذرہ ہوں ولیکن
ہر ذرہ میں سورج کی طرح جلوہ نما ہوں

روشن ہی مرے دم ہی سے ایوانِ دو عالم
بتخانے میں ناقوس ہوں کعبے میں دعا ہوں
(دیراغ)

٦٧	سمجھو وطن اک آئینہ خانہ ہے دو عالم جس آئینے میں دیکھتے ہیں جلوہ نما ہوں	١٠

وصل میں دیدہ مرا محوِ لقا ہے میں نہیں
آئینہ بردار آئینہ رو کے آئینہ ہے میں نہیں

مٹ گیا آئینۂ دل سے جو زنگارِ خودی
کھل گئی قلعی کہ یہ شانِ خدا ہے میں نہیں

حق شناسو حق مری حق گوئی سے آگاہ ہے
حق ہے گویا حق ہے تو حق ہی بنا ہے میں نہیں

کسی نے یہ ماہیت نہیں سمجھی کہ میں کیا ہوں
ظہورِ حسن و عشق ہر دو عالم مجھ سے پیدا ہی
نہ سمجھا اہلِ معنی کے سوا مجھ کو کوئی ہرگز
گماں ہر اک نفس پر ہی نسیمِ نوبہاری کا
سماں ایسا بندھا آئینہ رو تیرے تصور میں
ہوا عالم ہی ہست و نیست کا یکساں مرے حق میں
کدورت کے سبب شانِ صفا ہی میری در پردہ
نگاہ غور سے دیکھی کسی نے بھی نہ شکل اپنی

ہی ادنی ابلہا کو ن و مکاں حسن کا وہ دریا ہوں
میں خود مجنوں کی صورت ہوں میں خود تصویرِ لیلیٰ ہوں
نمایاں دفترِ ایجاد میں شکلِ معمّا ہوں
برنگِ بوئے گلستانِ جہاں میں اک شگوفہ ہوں
تکے ہی مجھ کو حیرت اور میں حیرت کو تکتا ہوں
ہوں محوِ محویت میں غرق مرتا ہوں نہ جیتا ہوں
ہوا آئینہ مگر اندھوں کی محفل میں ہویدا ہوں
یہ کس منہ سے ہر اک مردم کہے ہی میں بھی ایسا ہوں

۱۲	پتہ ملنا مرا مشکل ہی گر گنجِ لامکاں میں بھی کبھی برسوں میں اک ساعت وطن اپنے میں آیا ہوں	۷۰

پاتے نہیں ہیں اپنے سوا کائنات میں
قاصر ہے فہم و فکر جو تفہیمِ ذات میں
یہ لن ترانی ہم سے نہ ہوا ور سے رہے
پائیں نہ کیوں خدا کو نہ پہونچیں مقام کو
گزرے خودی سے چھوٹ کے میں دیدارِ یار کے
ثابت ہی میرے دم سے دمِ حق ہر ایک دم
محوِ رُخِ صنم ہیں پری جان و جسم سے
ہم شکلِ عبد و رب میں تعین کا ہی حساب

ہے نفی کائنات ہمارے ثبات میں
ہم دیکھتے ہیں آپ کو ہر اک صفات میں
پہچانتے ہیں ہم تمہیں ہر ایک بات میں
ہاتھ اپنا ہم دئے ہیں کسی بت کے ہات میں
رہتے ہیں ہم بھی زاہد و صوم و صلوات میں
بندہ بنا رکھا ہی خدائی کو ہات میں
ہم فرق جانتے نہیں موت و حیات میں
نقطے کا فرق رکھا ہی جو اک کائنات میں

جانِ جہاں احد ہو ہو ذکرِ غیریت شانِ خدا ہی دیکھ لے ہر بت میں جلوہ گر ہے قربِ حق سے مجھکو گدائی میں سلطنت	چلجائے گر زبان مری وصفِ ذات میں اے شیخ توڑ مسجد و منبر کو لات میں رکھتا ہوں تقدِ دولتِ دیدار ہات میں

۷۱	شکرِ خدا کے مل گئے رہبر کے فیض سے ہم گم گئے تھے آپ وطن کائنات میں	۷

ہوں روبرو جو آپ کے مطلق فنا ہوں میں جو دیکھتا ہی مجھکو وہ پاتا ہے آپ کو مجھکو وصال سرِ خفی اخفی سے ہے آٹھوں پہر ہوں صورتِ آئینہ روبرو بندہ ہوں نے خدا ہوں نہ بت ہوں نہ برہمن صورت ہی حسن و عشق کی آئینہ دیکھئے	صورت میں آپ عکس ہیں آپ آئینہ ہوں میں رخسارِ پر حجاب کے پردہ ہوا ہوں میں تن سے جگر سے جان سے دل سے جدا ہوں میں منھ دیکھنے کو آپکا پیدا ہوا ہوں میں حیرت کدہ میں صورتِ سکندر بنا ہوں میں صاحب بنے ہیں آپ تو بندہ بنا ہوں میں

۷۲	غافل نہ جان مجھکو کسی حال میں وطن گو چپ نہیں ہوں بات کوئی سن رہا ہوں میں	۹

میں سب کچھ ہو کے پھر کچھ نہیں سا ہوا ہوں مکاں ہی مرا دیدۂ دو جہاں میں ہوا آشنا جب سے میں اپنے دم کا یہ صورت ہی وصل آئینہ رو میں	میں حیرت زدہ صورتِ آئینہ ہوں مگر صورتِ مردمک پھر رہا ہوں اسی دم سے میں دم بخود ہو رہا ہوں کہ میں آپ ہی آئینہ بنگیا ہوں

تصور میں اپنے ہوں میں آپ حیراں
سمجھتا نہیں میں کہ کیا دیکھتا ہوں

نہیں دوسرا دوسرا میں ہے مجھ سا
جو دیکھو تو میں آپ ہی دوسرا ہوں

دوئی جسکے دل سے مٹے وہ ہی سمجھے
کہ میں کس طرح ایک کا دو ہوا ہوں

نہ سمجھے کوئی قال اشعار میرے
سراسر مرا حال میں کہہ رہا ہوں

۸	نظر جس پہ عالم کی پڑتی نہیں ہے وطن اُس کو میں آنکھ میں دیکھتا ہوں	۴۳

آئینہ نظر کو میں روبرو رکھتا ہوں
جو دیکھتا ہے مجھ کو میں اس کو دیکھتا ہوں

ابر خودی سے تاباں ہے آفتاب وحدت
گویا ہے ذرہ ذرہ بیخود ہوں میں خدا ہوں

انجان ہو جہاں سے ہمدم ہوں جان جاں سے
جو مجھ کو جانتا ہے میں اسکو جانتا ہوں

یاد نقش ہے دلمیں یا دل ہے دلنشیں ہے
میں آئینے میں ہوں یا آئینہ دیکھتا ہوں

بے حرف و صوت باتیں کرتے ہیں آپ مجھ سے
بے ہوش گوش ہیں بھی کو سنتے سن رہا ہوں

غیب و شہود دونوں ہیں جلوہ گاہ میری
میں آپ ہی خلا ہوں میں آپ ہی ملا ہوں

دونوں مکان دیکھے ہیں آپ جلوہ فرما
بتخانے میں رہا ہوں کعبے میں بھی گیا ہوں

۱۱	کہتے ہیں اہل عالم عالم میں ہوں وطن میں سمجھا نہ کوئی مجھ کو عالم میں آ رہا ہوں	۴۴

ہر اہل چشم سے میں کرتا یہ التجا ہوں
بتلا دے کوئی مجھ کو پھر آپ گم گیا ہوں

اک قطرہ خیالی میرا ہے ہر دو عالم
موج فنا ہوں خلقت میں چشمۂ بقا ہوں

آیا نظر جو عالم اپنا مجھے یہ سمجھا
ہی ابتدا و عالم میں عین انتہا ہوں

نطق و سماعت کل میری ہی ہیں صفا یا
میں آپ کہہ رہا ہوں میں آپ سن رہا ہوں

جوں آئینہ ہوں اس کے میں روبرو ہمیشہ
وہ مجھ کو دیکھتا ہی میں اس کو دیکھتا ہوں

ملتا نہیں ہی کوئی یاں حق شناس بندہ
پوچھوں ہوں نام جس کا کہتا ہی میں خدا ہوں

میرے ہی گھر سے نکلی ہی رسم حق و باطل
میں آپ مر رہا ہوں میں آپ جی رہا ہوں

اپنے میں آپ ہی میں رہتا ہوں رات دن گم
میں آپ ہوں مسافر میں آپ راستا ہوں

ہیں مرگ و زیست جیسے دو چشم اک بصارت
میں آپ ہی فنا ہوں میں آپ ہی بقا ہوں

جھگڑے ہیں کفر و دیں کے ہیں شیخ و راہب
سمجھا نہ کوئی اب تک دونوں کا مدعا ہوں

۷۵	دیکھا نہ کچھ تماشا میں نے وطن جہاں میں آنکھیں کھلی ہیں جب سے اپنے کو دیکھتا ہوں	۱۳

خاک پا شوخ ہمیں کر کے عطا کہتے ہیں
دیدہ یار اسے آنکھوں کی دوا کہتے ہیں

دیکھیں چشم ولیکن ہاں تو خبر ہو سب کو
زیست کہتے ہیں اسے اس کو قضا کہتے ہیں

ٹھنڈی سانسیں جو بھرا کرتا ہوں میں وقت سحر
سب ہوا خواہ اسے باد صبا کہتے ہیں

چال کھوٹی ہی چراتے ہیں اک سے آنکھیں
سیاہ بن بن کے پھر اپنے کو کھرا کہتے ہیں

خال عارض پہ ترے جن کا جگر پھنکتا ہے
اخگر انجم کو وہ سورج کو توا کہتے ہیں

بھر رہتے ہیں مری آنکھ میں وہ در پردہ
دیدہ کہتے ہیں اسے اس کو حیا کہتے ہیں

سبزے تو خط کا وہ منہ دھوبا ہوا پانی ہے
چاہ سے جس کو خضر آب بقا کہتے ہیں

اتنی تمیز نہیں ہے کسی آدم کو یہاں
بندہ کہتے ہیں کسے کس کو خدا کہتے ہیں

دل کوئی لیکے ہتیلی میں ملا ہے شاید
گلرخاں اس کو عبث رنگِ حنا کہتے ہیں

جان آجاتی ہے دم بھر میں لئے تک بوسہ
اس لئے لب کو ترے وارثِ شفا کہتے ہیں

طبعِ نازک ہو بیاں رشکِ چمن کی کس سے
پھول ہنستے ہیں تو (کیا شور مچا کہتے ہیں)

خود شناسی میں کسے یاد ہے الٹی سیدھی
ہم تو سولی کی انی پر بھی انا کہتے ہیں

۱۱	طاق ہیں قصرِ عبادت میں وہی لوگ وطن طاق ابرو کو جو محرابِ دعا کہتے ہیں	۷۶

کہتا ہے خودی سے میری خدا تو اور نہیں میں اور نہیں
تو نے ہے مری میں تیری صدا تو اور نہیں میں اور نہیں

ہستی جو تری ہے میری ہے ہیئت جو مری ہے تیری ہے
تو عکس ہے میں ہوں شخص ترا تو اور نہیں میں اور نہیں

ہوں میں ہی سیاہی اور خامہ ہستی ہے تری اک نقطہ نما
تو اسمِ مسمیٰ میں ہوں ترا تو اور نہیں میں اور نہیں

میں سمع ہوں اور تو شنوا ہے میں نطق ہوں اور تو گویا ہے
میں عشق ترا تو حسن مرا تو اور نہیں میں اور نہیں

جو دم ہے ترا ہمدم ہے مرا جو دل ہے ترا وہ گھر ہے مرا
جو سر ہے ترا وہ سر ہے مرا تو اور نہیں میں اور نہیں

جب آپ کو میں نے دیکھ لیا پھر جا بہ جا ہوا تو پیدا ہوا
دھوکا ہے فقط یہ ما و شما تو اور نہیں میں اور نہیں

ترا دیدم ترا دیدم علیؓ مرتضےٰ دیدم
ترا دیدم ترا دیدم حسنؓ را آئینہ دیدم
ترا دیدم ترا دیدم شہید کربلاؓ دیدم
ترا دیدم ترا دیدم نقیبِ کل انبیاءؑ دیدم
ترا دیدم ترا دیدم جمالِ اولیاءؒ دیدم

معین الدین معین الدین معین الدین معین الدینؒ
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدینؒ
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدینؒ
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدینؒ
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدینؒ

٧٨

وطن چوں سایہ ات دائم بزیرِ پائے تو قائم
معین الدین معین الدین معین الدین معین الدینؒ

١١

جب غیرِ نظر سے دور ہوا اور پائی صفائی نینن میں
نزدیکی میں بھی میں تجھ سے ملانے بھول کے میں بھی کھو گیا
معراج اگر ہونا ہے تجھے اور حق سے اگر ملنا ہے تجھے
کثرت تو جسے سمجھا ہے یہاں وحدت ہی وہی تو دیکھ عیاں
وہ تجھ سے جو پوچھا اوں کہاں اور آنکھ تو تجھ میں پاؤں کہاں
تو تجھ کو نظر سے اپنی چھپا آئے گی نظر تب شانِ خدا
پڑتی ہی نظر جس پہ مری آتا ہے نظر صاف وہی
آتا ہی نہیں ہے کوئی نظر جز حق کے ہمیں اب جلوہ گر
کونین ہے تیرے پیشِ نظر تجھ کو کوئی دیکھا نہ بشر
نے ذکرِ خدا نے فکرِ خودی نے غیر نہ اپنی یاد رہی

تب شانِ خدا کی آئی نظر بن کے خدائی نینن میں
جب اہلِ نظر سے آنکھ لڑی تب مرہم بھی پائی نینن میں
تو تارِ نظر کو زینہ بنا اور کر لے رسائی نینن میں
کہتے ہیں جسے اب دیکھنے کو پائی نہ جدائی نینن میں
تب دل کی صفائی ہمت سے جاناں کی بلائی نینن میں
مکنون ہے برائی نینن میں مشحون ہے بھلائی نینن میں
امید مری اے اہلِ نظر خالق سے بر آئی نینن میں
مخمور ہے جنابِ عشق نے خود ہمت سے ہی پائی نینن میں
ہر شان سے تو نے دیدۂ شمس صورت جو چھپائی نینن میں
اک دیدۂ شمس کی دید وطن بہتر ہے چھپائی نینن میں

۷۹	ڈھونڈا میں وطن گو ہر دوسرا مجھ کو کہیں نہ ملا کیا شان خدا کی شکر خدا بے پردہ سمائی نین میں	۷

و

آنکھنا ہو تو اٹھا آنکھ کا پردہ دیکھو
آنکھ ہی دیدہ نشیں کا ہی جھروکا دیکھو

میں ہی آتا ہوں نظر روبرو میرے مرے
دوسرا مجھ کو ہوا آئینہ خانہ دیکھو

ایک دن بھی نہ کیا غور کہ مسجود ہی کون
شیخ صاحب کا عبث سر کو جھکانا دیکھو

آپ میں مجھ میں جو نسبت ہے نظر آتی ہے
آئینہ لیکے ذرا آپ منہ اپنا دیکھو

شان حق خلق میں بے پردہ نمایاں ہے مگر
میری آنکھوں سے کسی نے نہیں دیکھا دیکھو

ایک کو بھی نظر آتی نہیں اپنی صورت
دیکھنے کو ہے یہاں ہر کوئی بینا دیکھو

۸۰	لنگ ہو خضر نہ کیوں وادیٔ الفت میں وطن جان سے کوچۂ جاناں میں ہی جانا دیکھو	۷

نہ تو کعبہ نہ تو بتخانہ خوش آیا مجھ کو
تو نظر آیا جو میں خود نظر آیا مجھ کو

کیا عجب ہے کسی قالب سے جو میں تو ہو جاؤں
آپ میں تیرے تصور نے بسایا مجھ کو

بند کرتا ہوں جو میں آنکھ تجھے پاتا ہوں
شوق دیدار نے رویا میں جگایا مجھ کو

آئینہ روئے مصفا کو ترے کیوں نہ کہوں
تجھ کو دیکھا جو کہاں میں نظر آیا مجھ کو

تو ملا جب سے مجھے میرا پتا پھر نہ ملا
گو جوا سو لنے میرے برسوں ہی ڈھونڈا مجھ کو

ایکدم بھی نہیں میں تجھ سے پرے رہتا ہوں
کیوں نہ ہمسایہ پکارے ترا سایہ مجھ کو

۸۱	پردۂ عشق میں ہی حسن مری شان وطن ہے یہ افسوس کہ تو نے نہیں جانا مجھ کو	۱۰

جب سے میں تجھ سے ملا ہوں تنانا ہا یا ہو
اہل معنے مرے مطلب کو پہنچتے کب ہیں
سوچ میں غافل و عاقل ہیں مری سرگرداں
کفر اور دیں سے مجھے عشق نے آزاد کیا
روبرو رہ کے ترے تجھ کو تجھے دکھلایا
سیر ہے گلشن مطلق کی مجھے آٹھ پہر
غیر آئے نہ مرے روبرو جز حسن کبھی
بیخودی کہتی ہے یوں مجھ سے خود آ کے ہر دم
ہر نفس مجھ سے ہویدا ہے نیا اک عالم

ہو بہو تو ہی ہوا ہوں تنانا ہا یا ہو
میں فنا ہوں نہ بقا ہوں تنانا ہا یا ہو
میں نہ ظاہر نہ چھپا ہوں تنانا ہا یا ہو
میں نہ بت ہوں نہ خدا ہوں تنانا ہا یا ہو
آئینہ تیرا بنا ہوں تنانا ہا یا ہو
قید ہستی سے رہا ہوں تنانا ہا یا ہو
صورت عشق بنا ہوں تنانا ہا یا ہو
میں نہ خودی ہوں نہ خدا ہوں تنانا ہا یا ہو
میں نہ عالم سے بنا ہوں تنانا ہا یا ہو

۸۲	غیر حق دم سے مرے کیوں نہ فسردہ ہو وطن چشمۂ بحر صفا ہوں تنانا ہا یا ہو	۹

(۵)

کہیے نہ دل خلیل و عالم کی جا ہے یہ
کچھ ہوش رکھ کے آپ سے ہو جانا بے خبر

صورت نمائے آئینۂ مدعا ہے یہ
دنیا میں نیست کہتے ہیں اس کو فنا ہے یہ

بھرتا ہوں ٹھنڈی سانس کہاں ہے جگر پہ داغ — وہ گلستانِ عشق ہے اسکی ہوا ہے یہ

پوچھو تو کائنات ہے آدم کی آب و گل — سجدہ کریں ملک اُسے شانِ خدا ہے یہ

حاصل نہیں ہے صحنِ حرم جھاڑنے سے شیخ — دل صاف رکھ کہ آئینۂ حق نما ہے یہ

رہنا گذر کے آپ سے محوِ جمالِ حق — راہِ فنا ہی ہے مقامِ بقا ہے یہ

واقف ہے سرِّ جاں سے کریں کیوں نہ قدرِ جسم — دریا کی سیر جسمیں ہے وہ بلبلا ہے یہ

تا زیست اپنی دل شکنی کا نہ رکھ خیال — بگڑے ہیں کائنات کئی جب بنا ہے یہ

۸۳ | کہتے ہیں وہ بچہ مجھکو وطن واصلانِ حق — حق دیکھئے تو آئینۂ حق نما ہے یہ | ۲

لگا گھٹنے کو زنگِ ماسوا آہستہ آہستہ — نظر آنے لگی شانِ خدا آہستہ آہستہ

جو قربِ حق کا شائق ہے اسے ہر وقت لائق ہے — کرے وہ ذکر پاسِ انفاس کا آہستہ آہستہ

۸۴ ——— (ے) ——— ۷

یہی فواہ اکثر شہرِ خاموشاں میں ہنتا ہے — جو مردہ ہے وہ زندہ ہے جو گر چپ ہے وہ گویا ہے

ہمیشہ گھر میں ہے اک جانِ عالم انجمن آرا — مرے دالان کی کرسی بعینہ عرشِ اعلیٰ ہے

کنارہ ہے اصل گردابِ الفت موج ہے خلقت — سخنہائے معانی دُر ہیں میری ذات دریا ہے

سمجھتا ہے مجھے عالم نہ غیرِ حق نہ عینِ حق — کوئی کہتا ہے یہ اک حق و ناحق کا معمّا ہے

گزر کر اپنی ان سے بے جہت ہو محوِ نظّارہ — عیاں اک بے جہت ہر ہر جہت میں جلوہ آرا ہے

حیات و موت کا عالم ہے عالم کیلئے پیدا — مرا عالم جہاں میں جب سے ہوں جیسے کا ویسا ہے

۸۵	وطن ہر ہجر گنتا ہے وصل آپ کو کیونکر وصالِ حق کے آگے لاکھ دم مر کے جینا ہے	۷

عشق کے مکتب میں جو ہیں مبتدی استاد ہے
ہر شجر شکل کتاب عالم ایجاد ہے

وہ جو ہیں نا اہل سیکھیں جمع خاطر کے علوم
ہیں وہی علامہ جن کو بھول جانا یاد ہے

گفتگو موقوف ہے اب بدبازی ہی فقط
منہ نہیں کہنے کو لیکن خاطر جاں شاد ہے

ہو سماعت سے نہ کیوں کر گوش کان معرفت
ہر صدائے عالم امکان ترا ارشاد ہے

نفی اور اثبات کے کلمے بنا ہی لیجئے
بھول جانا آپ ہی کو یہ خدا کی یاد ہے

ایکدن ہونا اگر ہے خاک تم کو غافلو
ما سوا اللہ جو تمہارا فضل ہے برباد ہے

۸۶	ہر سحر ہے حشر ہر شب ہے قیامت اے وطن ہر نفس نظروں میں اک عالم نیا ایجاد ہے	۱۵

دیدے تو دیکھو تم مژہ اشکبار کے
پانی بنا کے چھوڑے جگر کو پہاڑ کے

جوہر عیاں ہیں گوہر دندانِ یار کے
سوراخ ہیں جگر میں درِ شاہوار کے

جکڑا کے اس گلی سے مری لاش لیجیو
ورنہ رہیگا بوجھ مرا سر پہ چار کے

ادنیٰ ہیں بلبلے جنہیں کہتے ہیں ہمدمہ
امواج بحر حسن رخ تابدار کے

اک دھجیاں نہ دامن صحرا کی اڑ گئیں
سر توڑ کے آبلوں نے بھی وحشت میں خار کے

برگوں کے بدلے دیجیے سوسن کے پھل مجھے
دم چھوڑتا ہوں میں کسی تیغہ بیدار کے

کھلتے ہیں درمیان کے سب پیچ یک بیک
رکھدیجے پائے یار پہ پگڑی اتار کے

پہنچے نہ ہاتھ تا کسی موذی کا زلف تک
لٹکا دو اپنے در پہ کوئی سانپ مار کے

ماتم سرہانے ہی تو خبر کچھ نہیں انہیں
کہتے جو تھے کہ باتیں نہ سمجھے پکار کے

کس رشکِ گل نے پہنی ہے بر میں قبائے سرخ
کانٹے کھٹک رہے ہیں جگر میں بہار کے

چلنے کی دیر تھی کہ لپٹ شمع رہ گئیں
جوہر نیام میں ہوئی تیغوں کی دھار کے

آنکھیں لڑائیں گو رسے آنسو سے شرط تھی
موتی بھی کان اپنے پکڑ لیں ہار کے

پہنا کے یاں کفن بھی سوئے گور لے چلے
منصوبہ آپ کر رہے ہیں کیا سنگار کے

جلوہ کو زلف و رخ کی نہ ہاتھ آنے دو
پاؤں تو توڑیے ابھی لیل و نہار کے

۱۳	رشتہ نہ کیوں کفن کو ہو مل سے آوطن ہم مر گئے ہیں تار ہیں گیسوئے یار کے	۸۷

بندے بنے کبھی کبھی شانِ خدا ہوئے
سمجھے نہ اب تلک بھی کہ ہم کیا تھے کیا ہوئے

عالم تمام مردمِ دیدہ نظر پڑا
جب آگئے چشمِ غور کیے ہم آئینہ ہوئے

سب جانتے ہیں پر کوئی پہچانتا نہیں
آئینہ طلسم میں ہم رونما ہوئے

ادھم بنے کہیں تو کہیں بن گئے فضل
اک دل میں درد ہو رہے اک جا دوا ہوئے

کہلائے حسن وہ تو بنے ہم بھی شانِ عشق
صورت میں وہ جو آئے تو ہم آئینہ ہوئے

رسمِ نیاز و ناز ہمارے ہی دم سے ہے
مطلب روا کہیں کہیں دستِ دعا ہوئے

کب چپ تھے جب تو ایک تھے ما و شما ہم
کرتے ہی ایک بات کہ ہم تم جدا ہوئے

کرتے ہیں ہم کو سجدے ملائک بصد ادب
جرأت سے ہم جو حاملِ بارِ انا ہوئے

عالم بھی ہیں قریں کبھی شیخِ زماں بھی ہیں
سمجھے نہ اب تلک بھی کہ ہم کیا تھے کیا ہوئے

مائل نہ کفر پر ہیں نہ قائل ہیں دین کے
دونوں سے بھی جدا ہے عاشق سوا ہوئے
تھے غیب میں جو حق تو ہیں آدمِ شہود میں
تھے ابتدا کہیں تو کہیں انتہا ہوئے
دکھلا رہے ہیں راستہ حق کا جو خلق کو
سالک وطنؔ کبھی تھے کبھی رہنما ہوئے

۸۸ — ۷

دکھلایا عرش گاؤ زمیں کے جو تحت میں
ہم فوقیت سے اس لئے وطنؔ خاکپا ہوئے

جھکا گردن جو واسجد واقترب کا راز پاتا ہے
سرِ گاؤ زمیں ہے پایۂ عرشِ مُعلّیٰ ہے
سماں جب بندھا ہے دل نشیں تیرے تصور کا
کوئی دم بھی نہیں سینہ میں دم میرا سماتا ہے
اگر طالب خدا کا ہے خودی کو بیخودی میں پا
اسی ظلمات میں آبِ بقا کا دیکھ چشمہ ہے
کوئی سمجھے نہ سمجھے اک لطیفہ میں بھی کہتا ہوں
جو اندھا ہے وہ بینا ہے جو بھولا ہے وہ سمجھا ہے
جہاں مصحف ہے معنی میں تو سورۃ صورتِ انساں
سمجھتا ہے وہ جو اخلاص کی منزل پر آتا ہے
میانِ عبد و رب حائل ہے اک پردہ تعیّن کا
جو دریا ہے وہ قطرہ ہے جو قطرہ ہے وہ دریا ہے

۸۹ — ۹

وطنؔ حق شخص ہے میں عکس ہوں آئینۂ دل میں
میں حق کا ہوں تماشا اور حق میرا تماشا ہے

قبلہ من آپ تک پہنچے کوئی مقدور ہے
لامکاں نزدیک ہے پر کعبۂ دل دور ہے
اپنا کے رمز کا آئینہ ہے پیشِ نظر
پردہ میری آنکھ کا تیرا رخِ پرنور ہے
آن میں عرشِ معلا پر پہنچ جاتا ہوں میں
آسماں کو لوگ کہتے ہیں نہایت دور ہے
عالمِ ارواح سمجھو عالمِ اجسام کو
چشمِ سر سے زندہ دل دیکھیں تو ہر تن گور ہے

طرۂ اور جیغہ پہ اپنے سر اٹھا منعم نہ تو
چشم حق بیں میں تو مملو ہی تجلّی سے جہاں
تم وجہ اللہ کا سر جب سے مجھ پر کھل گیا
امتیاز قرب و بعد یار سے غافل نہ رہ

ٹھوکروں میں ہروں کی افسر فغفور ہے
جو نظر آتا ہے پتھر راستہ میں طور ہے
تب سے نظروں میں سلیماں میرے ہر اک مور ہے
ہے ترے نزدیک جیسا اتنا ہی دور ہے

۹۰	تو ہی ہے اغیار تو ہی یار ہے تیرا وطن تو ہی ہے نزدیک تیرے تو ہی تجھ سے دور ہے	۱۰

میں آئینہ ہوں شخص اور عکس تو ہے
میں آئینہ ہوں شخص و عکس تو ہے
وہ ہے کونسا دل نہیں جسمیں تو ہے
سراپا ہے میرا ہو اللہ سے مملو
ہوا وصل جب آ گیا یہ سمجھ میں
یہی آرزو ہے کہو طالبوں سے
نہ انجان جان سخن جان کر ہو
کدھر سر جھکاؤں سو فرماؤ قبلہ
وہ مجھ میں ہی حاضر میں اس میں ہوں غائب

میں غائب ہوں تو تیرے ہی روبرو ہے
میں گپ چپ ہوں تجھ سے تجھے گفتگو ہے
وہ ہی کونسا گل نہیں جس میں بو ہے
نظر ہو ہی دل ہو ہی جان ہو ہی ہو ہے
نہیں تو ہی میں ہوں نہیں میں ہی تو ہے
کہ مطلوب ہی صورت آرزو ہے
تو جی جس یہ دیتا ہے سو جان تو ہے
تمہارا تو جلوہ عیاں چار سو ہے
نہاں بو میں گل ہے عیاں گل میں بو ہے

۹۱	وطن حشر میں کس کو دیکھوں میں جا کر مرا یار ہر پل مرے روبرو ہے	۸

دل کو گھائل کر دیا لو نے رُخِ پُر نور کی
ہے چراغِ طور اک بتی مرے ناسور کی

کعبۂ دل میں مکین لا مکاں کی دید ہے
سیر گھر بیٹھے نظر آتی ہے مجھ کو دور کی

بد دماغی تاجِ شاہی پہ کبھی منعم نہ کر
زیرِ پا ہر شخص کے ہے کھوپری فغفور کی

سر کیا کیسی مہم الحق رہا ثابت قدم
دار میں ہو کیوں نہ صورت سرخرو منصور کی

جیتے جی مر کر ہوا ہوں زندۂ جاوید میں
انتظاری مردہ دل میں کھینچے صدائے صور کی

کی فرشتوں سے میں باتیں کیا ہی کیفیت تھی شاہ
گور میں بھی مست رکھی یاد اک مخمور کی

وہ کہے حق کون ہے میں نے کہا میرا ہی نام
وہ کہے جب قرب کی سمجھا یا انکو دور کی

٩٢	خاکساری میں وطن حاصل ہے مجھکو سلطنت ہے مجھے تختِ سلیمان چھاؤں پائے مور کی	٧

ظہورِ آدمِ خاکی سراسر شکلِ عبرت ہے
دو عالم جس پہ مرتا ہے سو وہ میری ہی صورت ہے

کبھی اپنی صفت میں محو گاہے ذات میں گم ہوں
کبھی خلوت میں محفل ہے کبھی محفل میں خلوت ہے

بری ہی شان حق عالم سے عالم حق سے ہی غافل
نہ تصویروں میں آئینہ نہ آئینہ میں صورت ہے

ہوا جو جیتے جی میں فکرِ جسم و جان سے گذرا
نہ جینا مجھ کو راحت ہے نہ مرنا مجھ کو محنت ہے

اُصولِ دیدِ دیدہ نشیں کا یوں سمجھ آیا
کوئی تارِ نظر میں گوہرِ دریائے حیرت ہے

نہ داخل ہو نہیں عالم میں نہ خارج ہو نہیں عالم سے
مرا عالم جہاں کی چشم میں شکلِ بصارت ہے

رہا کرتا ہوں خوش میں اس لئے ہی آپ اپنے سے

۹۳	وطن مجھ میں ہی ہے میرے دل نشیں سے مجھ کو خلوت ہے	۷

مقامِ وصل میں سو جو تو اللہ ہے نہ بندہ ہے
بیاں تم سے کروں کیا میں میرے دل میں کیا کیا ہے
غنیمت دم کے انس کو نہ کیوں سمجھوں دو عالم میں
مرے جی میں ہے پوچھوں یہ رکھ کے قرآں شیخ کے آگے
کسی پردہ نشیں سے ہمکلامی ہے یہ در پردہ
جہاں چاہے وہاں لے لے خلیلِ جانِ عالم سے

فقط اک نام کی ہے قید قطرہ ہے نہ دریا ہے
نئی باتیں نئی گھاتیں نیا ہر دم تماشا ہے
کہ ہر عالم میں مجھ کو اک نیا عالم دکھاتا ہے
زباں ناطق نہیں حق کو تو پھر یہ کون گویا ہے
سخن باریک ہے اس جا مجھ سے مجھ کو پردہ ہے
دلِ صافی مکاں دیدہ ترا دیوانخانہ ہے

۹۴	وطن مرد کی محفل میں نہیں اک طالب مولیٰ کسی کو حبِ دنیا ہے کسی کو فکرِ عقبیٰ ہے	۱۰

وہی صورت وہی خود آئینہ ہے
ملا جس کو کسی گل کا پتا ہے
تفاوت کہیے ان دونوں میں کیا ہے
کہاں مرتے ہیں مرنے والے حق پر
کیا جو چاہِ دنیا سے کنارہ
وصالِ جانِ جاناں، جانِ جانا

نظر بازانِ دید میں حیرت زدہ ہے
وہی اس باغ میں پھولا پھلا ہے
خدا دریا ہے آدم بلبلا ہے
جہاں جینے پہ ہاں جی دے رہا ہے
وہی عالم میں دُرِ بے بہا ہے
کوئی کیا جانِ جاناں جانتا ہے

قطعہ

خدا کہتے ہیں جس کو ہے معمّا نہ ہم سے متصل ہے نے جدا ہے
یہ سب باتیں ہی سنتے ہیں و لیکن نہ یاں بندہ ہے کوئی نے خدا ہے
کوئی آئینہ رو آئینہ بن کر مقابل اپنے اک صورت ہوا ہے

٩٥ — جہاں کہتا ہے جس کو لاتعیّن
وطن میرے وہی رہنے کی جا ہے — ٧

گذرنا سر سے بامِ عشق کا چڑھنا اترنا ہے جو مرتا ہے وہ جیتا ہے جو سُولی ہے وہ زینا ہے
بتاؤں آپ کو نسبت کہ مجھ میں یار میں کیا ہے میں آئینہ وہ صورت ہے میں گم ہوا اور وہ پیدا ہے
نظر آیا عجب مجھکو تماشہ چشمِ حق بیں سے زمانہ ڈھونڈھتا ہے حق کو اور حق ہی زمانا ہے
دلِ صافی مکاں ہے سینۂ بے کینہ ہے کوچہ نگاہِ دیدۂ حق بیں میں میرا چلنا پھرنا ہے
وہی اظہارِ معنی ہے جو گم ہوتا ہے صورت کا جو مٹتا ہے وہ جیتا ہے جو جیتا ہے وہ مرتا ہے
نکل کر پردۂ صورت سے جلوہ دیکھ معنی کا جو معنی ہے وہ صورت ہے جو صورت ہے وہ پردہ ہے

٩٦ — وطن اتنی سمجھ بھی گر کسی کو ہو تو کافی ہے
کدھر سے میں کدھر آیا کدھر اب مجھکو جانا ہے — ٨

خودی کا سامنا ہے ورنہ خدا سے مجھکو وصلت ہے مقابل آئینہ ہے پر نظر میں اپنی صورت ہے
نہ دیکھا آپ کو جس نے سمجھنا تم اسے مردہ نہیں ہے جسم اس کا جان لو اندھے کی تربت ہے

نظر آتا ہے کثرت میں تماشا مجھکو وحدت کا
ہلیں گر لب مرے تو بات میں ہے حشر کا ساماں
نظر میں ہوں نظر کرتا نہیں اہل نظر کوئی
حیاتِ جاوداں بخشی ہے میں نے مر کے عالم کو
ظہور جزو کل میرے لیئے ہے آئینہ خانہ

جہاں بازار کہتا ہے جسے وہ میری خلوت ہے
رہوں خاموش دم بھر میں اگر گویا قیامت ہے
نقابِ دیدۂ عالم میں پنہاں میری ہیئت ہے
وجودِ آدمِ خاکی نہیں ہے میری تربت ہے
جدھر میں دیکھتا ہوں روبرو میری ہی صورت ہے

٩٧	کہیں وہ میں کہیں وہ تو کہیں دو تو سے ہی باہر نہیں سمجھنے والوں کو وطن حیرت ہی حیرت ہے	٩

غائب وہ ہوں کہ شکل ہر اک میری شان ہے
مظہر ہوں نہی و امر کا میں ہی جہان میں
جانِ سخن کو اہلِ جہاں جانتے ہیں کیا
باہر تری خودی سے نہیں دیکھ لے خدا
عالم وہ ہے کہ جس سے دو عالم ہے بہرہ ور
شایاں نہیں ہے اسکا جو کرتا ہوں وصف میں
کیا پائے کوئی مجھ کو میں وہ بحر بست ہوں
سینہ میں دل میں دیدہ میں گو ہوں وہی عیاں

حاضر وہ ہوں کہ نام نہ میرا نشان ہے
گویا کلام حق نہیں منہ میں زبان ہے
میں عین کن ہی جان ہے مجھ میں جہان ہے
تو جس مکان میں ہے وہی لامکان ہے
میں ہوں جہاں وہاں نہ زمیں آسمان ہے
انسان جسکو کہتے ہیں یہ اسکی شان ہے
شکل حباب جس میں عیاں دو جہان ہے
کہتے ہیں لوگ جسے خفی الامکان ہے

٩٨	گمنام میں ہوا ہوں تری ڈھونڈھ میں وطن معلوم کچھ نہیں کہ تو کس کا نشان ہے	١٣

کبھی تو بے پردہ آپ سے ہو کہ تجھ پہ تیرا نقاب تُو ہے
تو جس پہ دیتا ہے جان اپنی وہ جلوہ گر بے حجاب تُو ہے
نظر میں سب کی ہے سب سے پنہاں ترے ہی رُخ پر نقاب تُو ہے
میں تجھکو دیکھا ہوں تجھکو پایا حجاب میں بے حجاب تُو ہے
ہے تو ہی مسجود تو ہی ساجد ہے تو ہی معبود تو ہی عابد
ہے تو ہی روئے زمیں پہ ذرہ سپہر پر آفتاب تُو ہے
قریب شہ رگ سے اپنے تو ہی ہے تو ہی اپنے سے دُور کوسوں
ہے تو ہی ہشیار سب سے غافل جہاں کی آنکھوں میں خواب تُو ہے
ہے تو ہی دوزخ ہی تو ہی جنت ہی تو ہی محنت ہے تو ہی راحت
ہے تو ہی مختار خیر و شر کا ثواب تُو ہے عذاب تُو ہے
خدا بھی کہتا ہے تو ہی ہر دم کہے ہے بندہ بھی تو ہی ہمدم
سوائے تیرے نہیں ہے کوئی سوال تُو ہے جواب تُو ہے
ہے تو ہی بندہ ہے تو ہی مولا ہے تو ہی مطلوب تو ہی شیدا
ہے تو ہی دنیا ہے تو ہی عقبیٰ محیط تُو ہے حباب تُو ہے
ہے تو ہی آوازِ لن ترانی ہے تو ہی گفتار ربِّ ارنی
ہے تو ہی مطلوب تو ہی طالب خطاب تو ہی عتاب تُو ہے
ہے تو ہی عشقِ ابد نہاں میں ہے تو ہی حسنِ ازل نہاں میں
ہے تو ہی جانِ سخن جہاں میں ظہور تو ہی حجاب تُو ہے
اٹھا نظر سے دُوئی کا پردہ سمایا آنکھوں میں تیرا جلوہ

جہاں ہے آئینہ خانہ تیرا، نظر میں اک حسن تاب تُو ہے
کرے جو تو بات دوسرا میں تو رسم آئین دوسرا ہو
وگرنہ یاں دوسرا کہاں ہے بیان تُو ہے کتاب تُو ہے
ہے تُو ہی آدم، ہے تُو ہی عالم، ہے تُو ہی معنیٔ اسم اعظم
ہے تجھ سے ایجاد عبد و رب کی سراب بھی تُو ہے آب تُو ہے
وطن میں دیکھا ہوں اپنے من میں بغور ہیجدہ ہزار عالم
ہر ایک عالم میں تجھ کو دیکھا تو سب میں بہتر، خراب تُو ہے

(۹۹) (۱۰)

وصل کا پیغام لے مجھ تک اجل آنیکو ہے
اس بت کرسی نشیں کا دیکھ جلوہ بام پر
ساجد و مسجود میں کیا فرق ہے پایا نہیں
جان ہی جب تجھے وہ جانا وصل جاناں کا مزہ
ہو گیا اکسیر سونا مجھ کو سیمیں تن کے ساتھ
آپکی صورت ہی یا حیرت ہے میرے روبرو
نعمت دیدار حق حصے میں تیرے ہی کہاں
بار خاطر ہے تری دانائی خود رفتہ ہو چل
کفر جن جا ہی وہاں ایمان آتا ہے نظر

جان استقبال جاناں کے لئے جانے کو ہے
حامل عرش بریں غش کھا کے گر جانے کو ہے
شیخ طاعت آپکی خلقت کے دکھلانے کو ہے
شمع کا جو راز ہے معلوم پروانے کو ہے
کھا کے ہیرے کی کنی دشمن بھی مر جانے کو ہے
دیدہ میرا آپ کا آئینہ بن جانے کو ہے
شیخ جی جنت کے میوے جی تر کھانے کو ہے
بارگاہ کبریا میں بار دیوانے کو ہے
رشتہ کچھ زنار سے تسبیح کے دانے کو ہے

کیا فضا ہی کوئے جاناں میں نہیں جاتا کوئی

٧	تن جو قاصر ہے وطن کا جان سے جانے کو ہے	١٠٠

نہ ذاکر ہوں نہ شاغل ہوں نہ تسبیح و تلاوت ہے
نمودِ بے نمودی مظہرِ شانِ حقیقت ہے
طریقِ حق کا سالک ہوں مجھے کہتے ہیں خود رفتہ
نظر آتا نہیں وہ جس نے تم کو اک نظر دیکھا
نکل ما و شما کی قید سے تجرید حاصل کر
جو دیکھا میں نے مجھ میں آ گئی ہی رونق افزائی

تجھی کو دیکھتے رہنا سمجھتا ہوں عبادت ہے
ثباتِ عالمِ کون و مکاں میری شریعت ہے
مرے ہمرہ سفر میں دل لگی کو عشق و ہمت ہے
یہی ہیں غیب کے معنی یہی لفظِ شہادت ہے
جو باطن ہے وہ ظاہر ہے جو معنی ہیں وہ صورت ہے
زیادہ سب سے مجھ کو اس لئے اپنے سے الفت ہے

٩	نکل کر خانۂ تن سے جو پہنچا کوئے جاناں میں وطن صاحب کے نقلِ مکاں عالم میں شہرت ہے	١٠١

تأمل کر رگِ جاں میں نہاں اللہ ہی اللہ ہے
اٹھا دے پردہ اسمِ تعین کو درِ دل سے
خلاصہ ہے یہی سیرِ نزولی اور عروجی کا
بنا کر کفر کو آئینہ صورت دیکھ ایماں کی
نکالو ہم کو گردِ ظن سے اپنی تو ہی عارف
وہی ہادی ہے اور وہی مضل ہے غیر میں مت ہو
خبر رکھ دم کی اور دم کے اشارے سے تو واقف ہو
پکارا خانۂ تن پر جو میں نے کون ہے گھر میں

نظر شانِ بصر پر کر عیاں اللہ ہی اللہ ہے
عیاں ہوگا تجھے جملہ جہاں اللہ ہی اللہ ہے
زمیں اللہ ہی اللہ آسماں اللہ ہی اللہ ہے
صنم کی شکل میں جلوہ کناں اللہ ہی اللہ ہے
نہاں اللہ ہی اللہ ہی عیاں اللہ ہی اللہ ہے
یقیں اللہ ہی اللہ ہے گماں اللہ ہی اللہ ہے
زباں سے دم کے جاری ہر زماں اللہ ہی اللہ ہے
صدا آئی درِ دل سے کہ ہاں اللہ ہی اللہ ہے

١٠٢	وطن ہی انبیا کا آئینہ پیش نظر جب سے جہاں میں دیکھتا ہوں میں جہاں اللہ ہی اللہ ہے	٧

نمودِ نخلِ کثرت پائمال تخمِ وحدت ہے
خدا کو دیکھنا منظور ہو تو دیکھ آدم کو
ہوا ہے دید میں اپنے یہ استغراق کا عالم
وہی ہی جان اپنی جانتے ہیں جانِ جاں جسکو
حقیقت دید حق کی گر کوئی پوچھے تو کہتا ہوں
گذر جا صورت و معنی سے جب کچھ پائیگا مطلب

سمجھنے میں جسے مولود ہم وہ عین رحلت ہے
وہ مجمل یہ مفصّل ہے وہ معنی ہی یہ صورت ہے
نہ صورت ہے نہ آئینہ نہ پرچھائیں نہ حیرت ہے
جسے ہم غیب کہتے ہیں وہی عین شہادت ہے
مقابل ہیں معیں حیرت کے مقابل ہی یہ حیرت ہے
جو صورت ہے وہ معنی ہے جو معنی ہے وہ صورت ہے

١٠٣	نمودِ بے نمودی جوہر جاں ہے حقیقت کا ثباتِ عالمِ امکاں وطن میری شریعت ہے	٧

دہی جان تصوّر میں ہی کس رشکِ چمن کے
آنکھیں نہیں کھلائے جو تو ناز سے تن کے
مارے وہ اگر تیغِ نگہہ سے کبھی تن کے
پھیرا ہی کرونگا میں تری نام کی سمرن
بیساختہ کہتا ہوں نہیں اس میں بناوٹ
فانی ہوں تصوّر میں کسی دیدۂ نفیں کے

فردوس کا عالم ہی جو مدفن ہیں وطن کے
رم جان کرے تن سے غزالانِ ختن کے
سو ٹکڑے کرے آن میں عشاق کے تن کے
ڈھل جائیں اگرچہ مری گردن کبھی تن کے
سب مارے ہوے ہیں ترے بیساختہ پن کے
آتے ہیں نظر تار نظر تار کفن کے

١٠٤ — ٦

کونین میں دیدار سے محروم رہا میں
مطلوب ملا دیدۂ حق بین میں وطن کے

ہم خودی ہی میں خدا کو ہم نقش پانے لگے
تم حنا آلود جب انگشت چمکانے لگے
تم جو تاب عارض رخشاں کو چمکانے لگے
وہم نے پٹکا ادھورا ہم کو ہست و نیست میں
دیکھ اس ابرو کماں کے تیر مژگاں کو جو ہیں

ارض پر رہ کر سما تک ہاتھ دوڑانے لگے
لوگ شمع طور کو انگلی سے بتلانے لگے
لوگ شمع طور کو انگلی سے بتلانے لگے
پھر کمر کی ٹوہ میں گمراہ کہلانے لگے
عاشق گوشہ نشیں قربان ہو جانے لگے

١٠٥ — ٨

واصل جاناں ہوا میں جان سے جا کر وطن
دیکھ باہر آپ سے مجھ کو وہ گھبرانے لگے

شب معراج گیسوئے معین الدین چشتی ہے
مقاصد بر کے آنا اور ملانا عبد کو رب سے
نہ دامان نگہ ہے گل نظارہ سے مملو
فنا فی الشیخ کے معنی بہر صورت ہی آئینہ
نہ کیوں اہل صفا کو حج ہو میر چار چشتی سے
سدا روضہ کے زائر مرو ملک پایا نظر سے ہے
بر آمدگاہ ہی شان مقدس کا مراد بدہ

ہلال عید ابروئے معین الدین چشتی ہے
ہمیشہ سے یہی خوئے معین الدین چشتی ہے
مری ہر رگ میں بھی بوئے معین الدین چشتی ہے
جدھر دیکھوں ادھر روئے معین الدین چشتی ہے
نظر میں کعبہ روئے معین الدین چشتی ہے
نہیں وہم ہی رواں سوئے معین الدین چشتی ہے
فقط سینہ نہیں کوئے معین الدین چشتی ہے

مقاصد کیوں نہ ہو دارین کے مجھ کو وطن حاصل

١٠٦	زباں پر نام نیکو ہے معین الدین چشتی ہے	٧

تاب کیا سبقت لیجائے عکس رخ پر چاندنی
گر پڑی آرو برو اس کے چمک کر چاندنی

پس گئی کس ماہ کے پیروں میں آ کر چاندنی
آسیا کی شکل جو پھرتی ہی گھر گھر چاندنی

کرتے جاتی ہی طواف عکس روئے کعبہ رو
یہ تری صورت ہوئی اللہ اکبر چاندنی

دھن میں اس مہ کے اجالا ہی دل صد چاک میں
چھت جو ہو بوسیدہ شب گرتی ہی چھن کر چاندنی

وار کھا کر تیغ ابرو کا نہ تاب رخ کو دیکھ
حق میں زخمی کے مضر ہوتی ہی اکثر چاندنی

زیر آئینہ نہیں سیماب ہی حیرت زدہ
دیکھتے ہی رخ کو مہ پارہ چھپ کر چاندنی

١٠٧	گور میں لیٹے کفن سے کل رہو گے اے وطن آج تو بیٹھے ہو تم گھر میں بچھا کر چاندنی	٧

مٹ گیا زنگ خودی دل کی صفائی ہو گئی
جان سے گذرا تو جاناں تک رسائی ہو گئی

ہے دل روشن میں جلوہ صاف شمع طور کا
میرے گھر میں یار کی جلوہ نمائی ہو گئی

شش جہت میں ایک ہی صورت نظر آنے لگی
ہے خدا کی شان آئینہ خدائی ہو گئی

جو نہ دیکھا ہو کوئی کوزہ میں دریا دیکھ لے
میرے باطن میں دو عالم کی سمائی ہو گئی

ساتھ کثرت کا نہ چھوٹا ہم نے لی وحدت کی راہ
جب جدا اپنا ہوا ساری جدائی ہو گئی

رو برو آئینہ رو کے ہوں بہ شکل آئینہ
آجکل اس طرح کی مجھکو صفائی ہو گئی

	در پہ اس مشکل کشا رح کے تم رہو حاضر وطن	

دونوں عالم کی جہاں عقدہ کشائی ہو گئی

مخمس بر غزلیات حضرت مولانا شمس الدین فیض نور اللہ مرقدہ

فوق السما یہ آپ ہیں تحت الثریٰ میں آپ
مسند نشیں ہیں محفل پا و شما میں آپ
پرتو فگن ہیں آئینۂ دوسرا میں آپ
دکھلا رہے ہیں جلوے خلا و ملا میں آپ
ہرچند ہیں مقام ورا الورا میں آپ

معنی سے کچھ غرض ہے نہ صورت پہ منحصر
کثرت پہ کچھ مدار نہ وحدت پہ منحصر
مطلب مجاز سے نہ حقیقت پہ منحصر
موقوف غیب پر نہ شہادت پہ منحصر
پھرتے ہیں اپنے کہلے ظہور و خفا میں آپ

یاں جانتا ہے کون نشیب و فراز کو
نیچ اونچ کی زمانہ میں بیجا ہے جستجو
یکساں ہے تحت و فوق سدا میرے روبرو
پست و بلند صرف اضافی ہے گفتگو
ظاہر ہیں صاف صورت ارض و سما میں آپ

بگڑیئے یا پسیجئے پہچانتا ہوں میں
برقع نہ منہ پہ لیجئے پہچانتا ہوں میں
پردہ نہ مجھ سے کیجئے پہچانتا ہوں میں
دھوکا مجھے نہ دیجئے پہچانتا ہوں میں
ہر آشنا میں آپ ہیں نا آشنا میں آپ

سمجھے ہیں کس کو شخص یہاں مردم جہاں
رکھے ہیں کس کا نام یہاں عکس بے نشاں
پردہ پڑا ہوا ہے من و تو کا درمیاں
منظور اپنے آپ ہیں یاں غیر ہے کہاں
ناظر ہیں اپنے آئینۂ ماسوا میں آپ

آپ ہی کئی ہیں نیستی و ہست سے عبور
آپھی ہیں عشق و حسن کے طینت میں نار و نور
کرتے ہیں آپ ہی بیٹھے ہوئے اک نہ اک فتور
ہی فرض قبلہ آپ کو ہر شکل سے ظہور
پیدا الست میں ہیں نہاں ہیں بلا میں آپ

آذر کی شکل گاہ ہے بت تراشتے
شکل خلیل گاہ بنے قبلہ خلق کے
پہچانتا ہوں میں جو زمانہ کے دہر یے
گہ روپ لیکے شیخ کا کعبہ میں آرہے
گہ برہمن کے بھیس میں آئے گیا میں آپ

ہے کائنات آئنہ خانہ حضور کا
ہر غیب سے نمود ہے جلوہ حضور کا
نقشہ نیا نیا ہے تماشہ حضور کا
آتا ہے کس کو روپ بدلنا حضور کا
سو سو تماشے کرتے ہیں اک اک ادا میں آپ

ہر سو ہے وطن حرم و دیر ہیں خراب
افسانہ کفر و دیں کا ہے گویا خیال و خواب
پائے جو ہمنا تو ملا جادۂ صواب
دیکھا جو ہم نے فیض کی آنکھوں سے ای جناب
ہیں ہر مکاں میں صورت شاہ و گدا میں آپ

دیگر

نے غیر سے ہم خوش ہیں نہ اپنے سے خفا ہیں
کہنے کو ہیں عالم میں پہ عالم سے جدا ہیں
جوں آئینہ ہم زنگ تعلق سے صفا ہیں
مردودِ خلائق ہیں کہ مقبولِ خدا ہیں
اب تک نہیں معلوم ہمیں کون ہیں کیا ہیں

تحصیل ہوئی شکر خدا علمِ لدن کی
آئینہ ہوئی پیش نظر صورتِ معنی
ہشیاری میں رہتی ہے ہمیں بے خبری سی
آتے ہیں شب و روز سماعت میں ہماری

ہر چند کلام آپ کے بے صوت و صدا ہیں ۔

فقرہ یہ کوئی برہمن و شیخ کو سمجھائے　　تم مسجد و بتخانہ میں تبلاؤ تو کیا پائے
باز آؤ دو رنگی سے تو یک رنگ نظر آئے　　ہم تم ہیں اسی پردہ میں جسوقت یہ اٹھ جائے
کچھ اور ہی عالم ہے کہاں ما و شما ہیں

اوراق کے الٹانے کو سمجھے ہیں شریعت　　معلوم نہیں روح کو بھی انکی طریقت
لے معرفت ان کو ہی میسر نہ بصارت　　ارباب ظواہر سے نہ کچھ پوچھ حقیقت
یہ لوگ ہیں خوش لفظ سے معنی سے خفا ہیں

نے صومعہ میں جائے پڑھنے نہ ہدایہ　　نے کنز کے پڑھنے سے ہو معلوم نہ فقرہ
دانا مرے کس طرح سے حل ہو یہ معما　　کہتے ہیں جسے علم وہ ہے ایک ہی نقطہ
اس رمز سے آگاہ اگر ہیں فقرا ہیں

دکھلائے ہی وہ رشک قمر صورت بے مثل　　جو خواب میں دیکھے تو بصورت تمثیل
رکھتا ہو نہیں آنکھ بہر صورت بے مثل　　رہتی ہے سدا پیش نظر صورت تمثیل
آنکھیں مری آئینۂ ارباب صفا ہیں

زنہار نہ ہو طاعت جسمانی پہ نازاں　　کھلجائے اگر بھید تو ہوگا تو پشیماں
صورت تو ذرا دیکھ لے آئینہ میں ناداں　　اک بینی و دو گوش نہیں معنئ انساں
انسان جنھیں کہتے ہیں وہ لوگ جدا ہیں

کیوں آئے ہیں یاں کون ہے اس کام سے واقف　　کیا لطف ہوئے چار میں جز نام سے واقف
نے دل کی خبر ہے نہ دلآرام سے واقف　　آغاز سے آگاہ نہ انجام سے واقف
افسوس کہ ہم لوگ بھی کیا بے سر و پا ہیں

کیا مُنہ ہے کریں جمع صفت ذات کرم ہم
دیکھا ہو وہ عالم کہ تصدق ہیں دو عالم
سُنتے ہیں جنہیں لوگ وطن ثانی ادہم
کہتے ہیں جنہیں فضل نہیں جانتے ہیں ہم
درویش کی صورت ہیں محب فقرا ہیں

رُباعیات

گلشن ہیں گل ہیں یہاں ہیں کئی دہن
مُنہ میں سخن ہے سخن کو ہیں پیدا کئی دہن
ہر راہ کو قیام ہے ہر سانس کو ہے جسم
ہر راہ رو فنا کو تامل نہیں وطن

جو اہل نظر ہیں وہ نظر کو دیکھیں
جو اہل خبر ہیں وہ خبر کو دیکھیں
لے نام خدا و بت کا کوئی نہ وطن
گر ایک نظر یار بشر کو دیکھیں

اہل سخن کوئی نہیں پاتا سخن گویاں
سب گھر میں رہ کے ڈھونڈھ رہے ہیں وطن گویا
بدلی ہوا وطن چمن روزگار کی
ہر ایک پھول بھول گیا ہے چمن گویاں

معما باسم محمد صدیق المخاطب نواب صدیق یار جنگ بہادر مغفور معتمد فینانس سرکار عالی

نامِ تو الحق بود آرامِ جاں
راستی از ذاتِ تو شد نامدار
اوّلِ آں آخرِ پیغمبراں
آخر او اوّل اصحابِ چہار

سجع - بنام جمال محمدؐ صاحب (مغفور)

(عالم ہمہ زلو زجمالِ محمدؐ است)

تضمین

ہم موحد ہیں ہمیں شرک دوئی بھاتی نہیں
اسلیے تصورِ جاناں ہم نے کبھی لائی نہیں

دید سے پل بھر نظر مہلت کبھی پائی نہیں　　　اسلئے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

مندرجۂ ذیل تضمین بہ خط حضرت مصنفؒ جو بجنسہ معہ عبارت نقل کردیجاتی ہے:-

"یہ ایک مصرعہ بنگلور سے آیا تھا جواب طلب۔ لہٰذا"
"جواب نفیر نے دیا تھا سال ۱۳۰۷ھ ہجری میں":

مصرعہ

حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا

مصرعہ اولیٰ

جواب غریب الوطن

ہوا جو تخم سا پامال میں نہال ہوا　　　حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا
وصال جب ہوا میر اتر اوصال ہوا　　　حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا

مسدس

خطاب حضرت خیر البشر سے　　　جواب سائل نور البصر سے

رہتا ہی جس میں کون و مکاں وہ مکاں ہوں میں　　　ہر شکل میری شان ہے وہ بے نشاں ہوں میں
اک بات دو جہان ہے مری وہ زباں ہوں میں　　　ہر جا مرا بیان ہے وہ لا بیاں ہوں میں
پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں

شکلِ نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

آنکھوں میں سب کے ہوں یہ کوئی دیکھتا نہیں — سب ڈھونڈھتے ہیں مجھکو میں ہوں سب کا ہمنشیں

سب دور مجھ سے رہتے ہیں میں سب کے ہوں قریب — ہے عقلِ کل کہیں تو رسائی مری کہیں

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں

شکلِ نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

معدن ہے میرا علم دُرِ کائنات کا — میرے ہی سے نمود ہے موت و حیات کا

جلوہ ہے تحت و فوق میں میری ہی ذات کا — ہر شان میں ظہور ہے میری صفات کا

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں

شکلِ نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

صورت کہیں ہوں دیدۂ آئینہ ہوں میں — موسیٰ کی شکل ہوں کہیں تو رخِ خدا ہوں میں

الہام ہوں کہیں تو کسی جا ندا ہوں میں — گہ فرش گاہ عرش پہ جلوہ نما ہوں میں

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں

شکلِ نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

شمعِ حرم کہیں تو کہیں ہوں چراغِ دیر — گلچیں کہیں چمن ہوں کہیں اور کہیں ہوں سیر

اشفاق و اتحاد کسی جا کہیں ہوں بیر — گاہے بنائے شر ہوں گہے ہوں بنائے خیر

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں

شکلِ نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

منصور ہوں کہیں تو کہیں بایزید ہوں — شبلی کہیں جنید کسی جا فرید ہوں

مرشد کی شان ہوں کہیں شکلِ مرید ہوں — دیدار ہوں کہیں تو کہیں عینِ دید ہوں

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکلِ نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

دریا کہیں ہوں موج کہیں یا کہیں حباب
ساقی کہیں ہوں جام کہیں ہوں کہیں شراب
ذرہ کہیں ہوں مہر کہیں ہوں کہیں سحاب
سائل کہیں سوال کہیں ہوں کہیں جواب

پاتا نہیں ہے مجھکو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکلِ نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

چاہا جو دیکھوں آپ کو شکلِ عرب ہوا
عینِ عرب کی دید ہی کرنے میں رب ہوا
جب رب ہوا کمال عیاں میرا سب ہوا
صاحب ہوا جو نام تو بندہ لقب ہوا

پاتا نہیں ہے مجھ کو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکلِ نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

سب کچھ ہوں میں کچھ نہیں پھر شکلِ آئینہ
دیکھے بغور کوئی تو سب مجھ میں ہی بھرا
ہوں بے شمار پر مرا عالم ہے ایک سا
موجود دوسرا ہیں نہیں کوئی دوسرا

پاتا نہیں ہے مجھ کو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکلِ نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

گویا کہیں لساں ہوں کسی جا دہن کہیں
نورِ جلال دیں کہیں غوثِ زمن کہیں
آثارِ فیض ہوں کہیں شانِ سخن کہیں
اکبر علی ہیں کہیں تو غریب الوطن کہیں

پاتا نہیں ہے مجھ کو کوئی گو عیاں ہوں میں
شکلِ نظر جہاں کی نظر سے نہاں ہوں میں

توصیف کلید گنجینۂ طلسم یکتائی خضرِ عہد شاہراہ حضرت اکبر علیشاہ چشتی قدس سرہٗ

بسترِ خوابِ عدم سے جو اٹھا میں بخدا / صنعتِ حق کا تماشا نظر آیا ایسا

شرق سے غرب تلک فرشِ زمیں ہے یکسر / دفعِ جنبش کے لئے اس کے جبل ہیں ہر جا

ہیں ہر اک سمت شجر اس پہ ہیں طائر ساکن / کہیں صحرا ہے کہیں کوسوں تلک ہی دریا

چار پایوں کو جو دیکھوں تو نہیں جن کا شمار / شکل ہر ایک کی ہر وجہ سے ہی جلوہ نما

دیکھوں آدم کو تو پتلا ہے بلا کا ایک / قد تو چھوٹا ہے مگر پایہ ہے فلک پر اس کا

یوں تو ذیروح کروڑوں ہی نظر آئے مگر / نہیں دیکھا میں کبھی ثانیِ انساں بخدا

بزمِ آفاق میں اشرف نظر آتا سب سے / غور سے دیکھو تو اسمیں ہی بھری صنعِ خدا

کام کس رنگ کے کرتا ہے عجیب اور غریب / جسکے افعال پہ حیران فرشتے ہیں سدا

جمع ہو لوگ کئی ایک بنائے ہیں مکان / بت بنا اسمیں رکھے نام کلیسا اس کا

بت کو دیکھوں تو نہیں سنگ سوا کچھ اسمیں / معتقد ہو کے کیا کرتے ہیں ناحق پوجا

دل مرا چاہا کہ دریافت کروں انکا حال / سرسری میں نے سخن ایک سے جا کر پوچھا

تم نے اس سنگ میں کیا صنعتیں دیکھی ہیں کہو / اوس کو سجدہ جو کیا کرتے ہو ہر صبح و مسا

سن کہا اس نے کیا کرتے ہیں ہم رام کو رام / اوس کی مورت ہے جو بت رکھتے ہیں یوں ہی بنا

دلکو جمعیتِ خاطر نہ ہوئی تب واں سے / سیر کرتا ہوا میں اک دو قدم آگے بڑھا

اک مکاں مجھکو نظر آیا گیا میں واں بھی / دیکھتا کیا ہوں کہ ہیں لوگ وہاں اس سے سوا

اور اس گھر کو سبھی خانۂ حق کہتے ہیں / صرف ذرات عبادت میں ہیں سب کو جھکا

فیض سے جس کے قدم کے ہی جہاں کو رونق
جس نے سر پر ہے لیا بارِ امانت کو اٹھا

صورتِ شاہدِ معنی ہے بہر شکل عیاں
دیکھ لے آ کے انہیں چشمِ تامّل سے ذرا

دین کہتے ہیں جسے اون کا ہی اک پروردہ
جس کو کہتے ہیں کرامت ہے کنیزک ادنا

رات دن ملکِ حقیقت میں رہا کرتے ہیں
لامکاں کہتے ہیں جس کو سو وہ ہے سیر کی جا

سالکِ راہِ طریقت میں کہ طالب کے ہیں
آن میں چاہیں تو دکھلائیں وہ دیدارِ خدا

۳

الغرض جیسا سنا تھا انہیں ویسا پایا
جوہرِ ذات سے کر چشمِ تامّل پیدا

دیکھوں صورت تو ہوئے معنی حق آئینہ
پائی سیرت ہی خدائی بخدا جلوہ نما

مغز آتا ہے کہاں سمجھے جو اسرار کو یاں
گولہ گٹھری ہے سراسر یہاں عقلِ رسا

سلسلہ میں کوئی گیسو کے اگر پھنس جائے
پست فطرت بھی کہے رتبۂ معراج ملا

دیکھیں ابرو کو اگر کعبہ کے رہنے والے
طاق پر رکھیں گے محرابِ عبادت کو اٹھا

چشم نے آنکھ لیا نقدِ حقیقت کے تئیں
نہ رہا پیش نظر ان کی کوئی کھوٹ کھرا

سالکِ عشق بریں مژدہ کہ آنکھیں چل جائے
ہاتھ آ جائے جو اک راہ سے بینی کا عصا

دہن عقدہ ہی خطِ سبز ہے اسکی تفسیر
دانت بھی مصحفِ ناطق کے ہیں نقطے گویا

وہ ذقن چاہ میں اس کے جو ہوا کوئی غریق
زیست تک اس نے نہ پھر اس سے کنارہ چاہا

اسمِ اعظم نہ زباں پر ہی فقط ہے جاری
بھر گئے کان بھی لبیک کی سن سن کے صدا

سینہ وہ سینہ کہ مطلق نہیں جس میں کینہ
جلوۂ جانِ دو عالم کا یہی ہے رمنا

پشت کو کیوں نہ کہیں پشت پناہِ عالم
دیکھو اشکم کو تو ہے کانِ وفائے ۲ دوسرا

دل ہی وہ دل کہ نہیں عرش کو نسبت جس سے ۔ وُہ ہی غائب ہے یہ ہے حاضر وہ کدورت ہے یہ صفا
ہاتھ آئیں جن نہ یہ ہاتھ تو کہئے ہیہات ۔ جسکو کہتے ہیں یدُ اللہ گروہ فقرا
دہ میاں اپنے جو رشتہ ہے خودی کا باقی ۔ اس لئے جانتے ہیں موئے کمر کو دھوکا
نہ رہے نام و نشاں ہست کا اپنی جبدم ۔ تب تو کچھ سمجھیں گے ہم بھی یہ معمّا ہے کیا
قدم ہاتھ آئیں تو پہچان لیں اسرارِ قدم ۔ پاؤں پائیں تو کریں عرش کو اپنا تکیا
قل ہو اللہ احد کے کہئے معنی ہے یہی ۔ دیکھ لے اُس قدِ یکتا کو جو چشمِ دوسرا
چال دیکھو تو شریعت سے نہ باہر ہو قدم ۔ قال سنئے تو حقیقت میں ہیں محوِ خدا
آپ میں آئیں جو مجذوب بھی دیکھیں جامہ ۔ دیکھیں تسبیح تو حال آئینہ ہووے من کا
اُس کو پایا جو کہا میں نے خدا کو پایا ۔ اوس کو دیکھا جو کہا میں نے خدا کو دیکھا
اُسکو سمجھا نہ سوا اہلِ بصیرت کے کوئی ۔ یہ معمّا وہ ادق ہے جو کسی پہ نہ کھلا
یہ وہ ہی خاک عیاں نور ہوا ہی جس سے ۔ وہ ہوا ہے کہ رہا کرتی ہی گرمی میں سدا
یہ وُہ پرکالۂ آتش ہے دمِ سرد بھرے ۔ یہ وہ پانی ہے کہ ہر آپ پیاسا اپنا
یہ وہ ہی حسن کہ طالب نہیں جز اسکے کوئی ۔ یہ وہ ہی عشق کہ اپنے ہی پہ عاشق ہی سدا
یہ وہ بندہ ہی خدا کہتے ہیں جسکو بندے ۔ یہ وہ حق ہے کہ رہا سجدہ میں خالق کے سدا
یہ وہ تصویر ہی نقاش نہیں جس کا کوئی ۔ نقش و قرطاس ہے خود آپ ہی اپنا خامہ
یہ بھی اک بات ہی جملہ جو کیا میں نے بیاں ۔ بات پوچھو تو زباں پر ہے لے آنے کے سوا
بند کر اپنے لبِ قال کو ہے جائے ادب ۔ ختم کر تو یہ قصیدہ کو وطن کر کے دعا
نام باقی رہے جبتک کہ ہے عالم قائم ۔ رحمت اللہ کی ان پر رہے جبتک ہی خدا

تمت

ضمیمہ
کلام خلفائے حضرت وطن رحمۃ اللہ علیہ

جناب حق نما شاہ عزیز علی مرحوم متخلص حق نما

کیا بتا دیگا کوئی عاقل و دانا تیرا
ہوش و عقل کے باہر ہے ٹھکانا تیرا

تجھ میں سچ تو نہیں معلوم کہ تو ہے مجھ میں
کس طرح حل ہو خدایا یہ معما تیرا

کوئی پایا نہ تجھے عاشق بیدل کے سوا
ڈھونڈتے پھرتے ہیں گھر عاقل و دانا تیرا

دیکھتے ہیں تجھے ارباب نظر ہر شے میں
دیدۂ اہل بصیرت ہے ٹھکانا تیرا

دوسرا تیرے سوا کوئی نہ دیکھا میں نے
دوسرا مجھکو ہوا آئینہ خانہ تیرا

دیکھتا ہوں میں جدھر تو ہی نظر آتا ہے
وصل ہر دم مجھے حاصل ہے خدایا تیرا

ارض اور چرخ میں یہ بات تحمل ہی کہاں
میں نے ہی بار امانت کا اٹھایا تیرا

جس طرف سر کو جھکاتا ہوں تو پاتا ہوں تجھے
دیر و کعبہ ہی نہیں خاص ٹھکانا تیرا

حق نما ہو گیا جب آپ میں تجھکو پایا
مجھکو بتلایا وطن نے ہی ٹھکانا تیرا

کسی طالب کو گر رب کی طلب ہے
وہ دیکھے آپ میں مرآت رب ہے

کریں گر ذکر شغل اور فکر تو کیا
خدا کو دیکھنے کا اور ڈھب ہے

خودی ہے آئینہ شان خدا کا
خودی سے معنی اور اثبات رب ہے

گذر کر آپ سے اپنے کو دیکھو
نظر آجائے گا حق کیا عجب ہے

خلاصہ ہے یہی علم الدین کا
کہ سب میں رب ہی اور عینِ عرب ہے

نہیں ہے فرق کچھ احمد احد میں
احد ہے اسم اور احمدؐ لقب ہے

محمدؐ کو خدا کہنا روا ہے
نہیں کہتا ہے وہ جو بے ادب ہے

خدائی اُن کا سایہ ہے سراپا
نہ تھا سایہ جو اُن کو یہ سبب ہے

وُہ خود ہے حاضر و ناظر جہاں میں
اوسے کہتے ہیں غائب کیا غضب ہے

طلب دُنیا کی ہے نہ آخرت کی
خداوندا مجھے تیری طلب ہے

یہی ارشاد ہے حضرت وطن کا
نظر کر حق نما ہر شئے میں رب ہے

بیانِ وصف و شانِ خدا کا کیا ادا ہوگا
کہ جسکی شان میں شانِ خدا جلوہ نما ہوگا

خدائی کو بھلا دیدار کیونکر آپ کا ہوگا
خدا جس کا ازل سے خود بخود محوِ لقا ہوگا

بشر ہے وہ یہی معنی جس نے سمجھا من رآنی کے
وہ یا شر ہے محمدؐ کو بشر جو جانتا ہوگا

دماغ اوس کا نکیوں ہو عرش پر ہمت مطلب ہے
قدم پر آپ کے سر اپنا جس نے رکھدیا ہوگا

نفخت فیہ من روحی کے معنی وہ سمجھتا ہے
جو آدم دم قدم سے اپنے ہمدم ہو گیا ہوگا

مُحبّو ہم حقیقت میں محققؔ اُس کو کہتے ہیں
جو معنی کو عرب کے عینِ رب پہچانتا ہوگا

مدینہ آنکھ ہے مکہ ہے سینہ دل ہے بیت اللہ
نظر کو سامنا ہر پل نہ کیونکر آپ کا ہوگا

وہی دیکھیگا ہر ذرہ میں شانِ احمدِ مرسل
نظر میں جس بشر کی انبیا کا آئینہ ہوگا

معانی من رآنی کی یہی ہے مومنو سمجھو
جو دیکھا شانِ احمدؐ کو یقیں وہ حق نما ہوگا

بسر حق نما جسکو نہیں کثرت میں وحدت ہو
معانی قل ہو اللہ کی وہ کیا پہچانتا ہوگا

اوٹھا کر میم کا برقع جمال احمد مرسل
دکھاوے حق نما ہے جو شخص حق کو ڈھونڈتا ہوگا

وہی بندہ خدائی میں خدا کو دیکھتا ہوگا
نظر سے جس کی پردہ ماسوا کا اٹھ گیا ہوگا

وہی بھولا خودی کو اور وہی سر آنا سمجھا
پیالہ معرفت کا عشق سے جس نے پیا ہوگا

زبان وار سر یہ آتی رہتی ہی صدا ہر دم
خدا ہوں گر کہے کوئی تو سر اوس کا جدا ہوگا

سر اپنا خاک پر افسوس ٹکرا دے لیے اوس کا
کہ جس کے باپ کو سجدہ ملائک نے کیا ہوگا

گزر کر اپنی ہستی سے خودی پر کر نظر زاہد
وہ خود تیری نظر میں ہی جسے تو ڈھونڈتا ہوگا

مجھکا سر حاضر و ناظر خود ہی کو جان زاہد
نہیں تو ہر خیال ماسوا تیرا خدا ہوگا

وطن کا اے وطن تبلادے تم راستہ جسکو
وہی بندہ خدا کی رہ میں سب کا رہنما ہوگا

قسم اللہ کی میں کچھ تکلف سے نہیں کہتا
جو دیکھے گا مرے مرشد کا چہرہ حق نما ہوگا

مراد دریائے دل وہ موجزن ہی حق نما ہر دم
ظہور ہر دو عالم جس بن دنیا بلبلا ہوگا

تم نہ تھے کچھ نہ تھا حبیب خدا
تم ہوئے سب ہوا حبیب خدا

حق نے چاہا جو آپ کو دیکھوں
تم ہوئے آئینہ حبیب خدا

کہتے ہیں آئینۂ حق تم کو ارباب صفا
حق تو یوں ہی حق ہے آئینہ تمہارا یا حبیب

ذات عالی میں نظر آتی ہے شان کبریا
کیوں نہ رکھیں ہم نظر میں شان والا یا حبیب

بے ذریعہ آپ کے حق تک نہ پہنچیگا کوئی
مدعی کا سر بسر دعوی ہے جھوٹا یا حبیب

حق نما کو سر حق باطن میں ظاہر ہو گیا
آپ کو کیونکر تمہیں اپنے میں پایا یا حبیب

بظاہر خلق میں دیکھیں تو کیا ہم چار کی صورت
نظر ہے چار ابرو سے نظر میں یار کی صورت

سوا دو عین کے یہ راز پنہاں کون سمجھے ہے
بجائے مردمک آنکھوں میں ہے ستار کی صورت

خدا کو دیکھتا ہوں یا دکھاتا ہوں کہو کیا ہے
مری معنی ہے کیا آئینۂ اسرار کی صورت

مرا دل فقر کی دولت سے مالا مال رہتا ہے
بظاہر دیکھنے کو ہوں میں دنیا دار کی صورت

نتیجہ وصل کی معنی کا آئینہ ہوا مجھ پر
بنی ہے مردمک میری بعینہ یار کی صورت

چھپا شرک خفی ہے مومنو یوں رشتۂ جاں میں
کہ جیسے ہے نہاں تسبیح میں زنار کی صورت

خودی کا توڑ کر رشتہ نکل ناسوت سے زاہد
تری تار نگہ میں ہے نہاں ستار کی صورت

کہیں دریا کہیں قطرہ کہیں ق اور کہیں یار ال
یہ ساری روپ بدلی ہے جہاں میں یار کی صورت

بغیر از یار کے مجھ کو نظر آتا نہیں کچھ بھی
کچھ ایسی ہی مری نظروں میں بسی ہے یار کی صورت

اگر پوچھیں کوئی مجھ سے کہو حق کون تیرا ہے
بتا دونگا میں ان کو احمد مختار کی صورت

انا الحق میں نہیں کہتا مگر ہوں حق نما بیشک

مری معنی وطن صاحب کے ہے اسرار کی صورت

نظر میں ہی ہے مری شانِ محمدؐ
مرا دیدہ ہے ایوانِ محمدؐ

نمودِ مہرِ محشر جیب میں ہے
مرے سر پر ہے دامانِ محمدؐ

محمدؐ قالبِ جانِ خدا ہیں
خدا ہے قالبِ جانِ محمدؐ

خدائی کیوں نہ ہو اُن پر تصدق
خدا ہے عاشقِ شانِ محمدؐ

سوا حق کے نہیں کوئی نظر میں
ہوا ہے کشفِ عرفانِ محمدؐ

سمجھا کون ہے حقِ سخن گو
کلامِ حق ہے فرمانِ محمدؐ

فقیرؔ ہو جو خود بینی نظر سے
خودی میں ہے عیاں شانِ محمدؐ

بندھی ہے ٹکٹکی سوئے مدینہ
مری آنکھیں ہیں دربانِ محمدؐ

فضائے روضۂ جنت سے ہم کو
خوش آتا ہے بیابانِ محمدؐ

صفائی قلب کی دکھلا رہی ہے
ہر اک لحظہ ہمیں شانِ محمدؐ

بتا پوچھیں کوئی تجھ سے خدا کا
بتا دے حق نما شانِ محمدؐ

ہو کے فنا آپ کو چمکائے ہم
آپ ہی کے آئینہ کہلائے ہم

آپ ہی تھے طالب و مطلوب آپ
آپ کو دیکھے تو نظر آئے ہم

گھر میں تجھے رکھ کے جو باہر گئے
پھرتے ہیں ششدر بنے گھبرائے ہم

پائے فضیحت ہیں گدھے پر سوار
آئینہ آیا جو مقابل کہیں
آپ میں ہم اس لیئے رہتے ہیں گم
آپ ہی کے ساتھ تھے ہمدم کبھی
آپ کا دیدار ہوا آپ میں
ہم کو بھی مطلق نہیں واں کی خبر
ہم ہی تھے مقصود جہاں حق نما

کعبہ کو جانے کی سزا پائے ہم
طالب و مطلوب نظر آئے ہم
آپ ہی کے رہنے کی ہی جائے ہم
آپ ہی کو دیکھنے یاں آئے ہم
آپ کو جب آپ نظر آئے ہم
جاتے ہیں اک آن میں جس جائے ہم
آپ کو افسوس نہیں پائے ہم

طالب حق تھے سو ہوئے حق نما
آپ کو جس روز وطن پائے ہم

ناداں خودی میں رہ کے نجانا کہ کیا ہوں میں
گذرا جو میں خودی سے خدا تک پہنچ گیا
جیتا ہی جو یہاں اوسے مرنے کا خوف ہے
نظارہ مجھ میں کیوں نہو غیب و شہود کا
ہے کائنات آئینہ خانہ نگاہ میں
وہ خود تھا مجھ میں میں تھا اوسکی تلاش میں

گر عقل ہے تو سوچ لے کیا تھا کیا ہوں میں
واں بھی مجھے خبر نہیں پھر کیا ہوا ہوں میں
مدت ہوئی کہ مرنے کے آگے موا ہوں میں
صورت کو دو جہاں کی جوں آئینہ ہوا ہوں میں
ہر ہر جہت میں آپ نظر آ رہا ہوں میں
جب سمجھا آپ کو تو کہا حق نما ہوں میں

دیر و حرم کو کس کی بلا جائے حق نما

مطلوب ہے وطن میں سدا ال رہا ہوں میں

دیکھتا ہوں جدھر ادھر ہے تو	کہیں ناظر کہیں نظر ہے تو
ایک شہرگ میں کیا خداوندا	ہر رگ و پے میں جلوہ گر ہی تو
دل میں سینے میں جسم میں جاں میں	دیکھتا ہوں تو سربسر ہے تو
مثل گلشن کہیں کہیں اے بلبل	گل کہیں ہے کہیں شجر ہے تو
یاں کوئی دیکھتا نہیں تجھ کو	سب کی آنکھوں میں جلوہ گر ہی تو
کیوں بھٹکتا ہے دربدر زاہد	غور تو کر خدا کا گھر ہے تو
تو ہے ساقی تو ساغر مل تو	خم تو مینا تو شیشہ گر ہے تو
کہیں عارف کی شان میں آ کر	وصل کا اپنے منتظر ہے تو

ہے تو باطن میں حق نما بے شک
ظاہرا خلق میں بشر ہے تو

حبیب خدا اشرف الانبیا ہو	بیاں آپ کی وصف کا ہم سے کیا ہو
وہ احول کہے یا مصطفےٰ دو خدا ہو	تمہیں جس نے سمجھا ہے حق سے جدا ہو
محمدؐ کی الفت نہ ہو جس کے دل میں	کہو اوس کا کس طرح پر خاتمہ ہو
نہیں دیکھتا کوئی تم کو نظر سے	نظر میں دو عالم کی جلوہ نما ہو
اونہیں کو ہم اہل نظر جانتے ہیں	کہ جن کی نظر میں رسول خدا ہو

سمجھتے ہیں ہم وصلِ حق یا محمدؐ
چھپاؤ تم اپنے کو گو عبدیت میں
تمہیں کو نہ سمجھیں تو دیکھیں گے ہم
دکھایا محمدؐ کا رخ جس نے مجھ کو
وہ مشرک ہے اے حق نما شک نہیں ہے

ہمیں جس گھڑی سامنا آپ کا ہو
خدائی میں چرچا ہے شانِ خدا ہو
نظر میں خدا کا تمہیں آئینہ ہو
خدایا دو عالم میں اوس کا بھلا ہو
بشر جو بشر آپ کو جانتا ہو

وہی واصلِ حق ہے اے حق نما شاہ
وصالِ نبیؐ جس کے تئیں پا رہا ہو

ہوئی شکل آئینہ جہاں معنی نما ہم کو
معانی نحن واقرب کی سمجھ میں آ گئی جب سے
کچھ ایسا گم گئے ہیں ہم تلاشِ یار میں جا کر
جہاں سب ہو گیا حق میں ہمارے آئینہ خانہ
ہمیں کیا کام تھا دیر و حرم میں کس لئے جاتے
عزیز و شوق نظارہ ہوا منظور جب حق کو

نظر آتی ہے ہر اک شے میں شانِ کبریا ہمکو
خودی میں خود بخود آئی نظر شانِ خدا ہمکو
کہ مطلق مل نہیں سکتا ہمارا ہی پتا ہمکو
نظر آتا ہے ہر شے میں ہمارا ہی لقا ہمکو
وہ آپ ہی آپ تھا جس نے کیا میں لگیا ہمکو
تو دیکھا شکل اپنی حق بنا کر آئینہ ہمکو

بنایا آپ کو عالم میں عالم آپ میں پایا
یہ نکتہ شیخ سے حاصل ہوا اے حق نما ہمکو

زمین و آسماں میں جا بجا اللہ ہی اللہ ہے
نہیں ہے دوسرا ایں دوسرا اللہ ہی اللہ ہے

کہوں میں غیر کس کو کون ہے حق کے سوا نظراں
نظر میں شخص عکس اور آئینہ اللہ ہی اللہ ہے

ہے آئینہ جو اس جسم مبارک کو نہ تھا سایا
سراپا احمد بے میم کا اللہ ہی اللہ ہے

جہاں میں ذرہ ذرہ نور سے معمور ہے وس کے
کوئی دیکھیں تو آنکھوں سے ذرا اللہ ہی اللہ ہے

بجز حق کے نظر آتا نہیں ہے غیر نظروں میں
کہوں میں کون ہے یاں ما سوا اللہ ہی اللہ ہے

جہاں ہے آئینہ خانہ نظر کر چشم حق بیں سے
سمجھ لے شرح رمز انما اللہ ہی اللہ ہے

فقط منصور ہی گویا نہیں لفظ انا الحق کا
سماعت کر تو ہر شے سے صدا اللہ ہی اللہ ہے

تلاش اپنی کرو صاحب تلاش یار کرنے سے
بغور اپنی کو تم دیکھو ذرا اللہ ہی اللہ ہے

جو غافل ہیں وہ اکثر یار کو اغیار کہتے ہیں
نظر میں عارفوں کی ما سوا اللہ ہی اللہ ہے

تصدق پیر کامل کے کیا ہے مصقلہ دل کو
یہی کہتا ہے ہر دم دل مرا اللہ ہی اللہ ہے

کچھ ایسا دل سے مطلق اوٹھ گیا پردہ تعین کا
جدھر دیکھوں نظر میں حق نما اللہ ہی اللہ ہے

نہیں میں ہوں مجھ میں جو نور روبرو ہے
زمیں ہو فلک ہو زماں ہو تو ہی تو ہے

نظر میں جگر میں سماعت میں دل میں
جہاں دیکھتا ہوں وہاں تو ہی تو ہے

تو کہتا ہے آئینہ حیرت ہے مجھ کو
وہ دل ہے مرا جو ترے روبرو ہے

نہاں اور عیاں ما سوا کس کو سمجھوں
تو ہی جسم ہے اور جاں تو ہی تو ہے

ہوا دل کے آئینہ میں ان ظاہر
جو تو ہی سو میں ہوں جو میں ہوں سو تو ہے

فقط ہاتھ دھونا ہے اپنی سے زاہد
ہماری عبادت میں یہ ہی وضو ہے

ہوا مجھ کو ارشاد حضرت وطن سے
تو دیکھ آپ کو حق نما تو ہی تو ہے

خود نہ سمجھا آپ کو ہوگا وہ کیونکر آدمی — آدمی ہوتا ہے اپنے کو سمجھ کر آدمی
ڈھونڈھتا ہی جس کو وہ ہی جلوہ نما آپ میں — دیکھ لے گر دل کو آئینہ بنا کر آدمی
حق ہی گر جو پائے حق ہو دیکھ لو اے مردمو — عالم اجسام میں آیا ہے بن کر آدمی
جو نہیں گذرا خودی سے کیا خدا کو پائیگا — سیکڑوں اس راہ میں بیٹھے ہیں تھک کر آدمی
فکر اک ساعت نہ کی مسجود و ساجد کون ہے — عمر بھر سجدہ کیا سر کو جھکا کر آدمی
باغ عالم میں شجر کہتے ہیں جب فانی ہو تخم — حق اگر سمجھو تو حق ہوتا ہے مر کر آدمی
آیۂ سخن کی معنی کا کوئی ناظر نہیں — گر ہوا حافظ تو کیا قرآن پڑھ کر آدمی
ہے حریم دل میں حق آتا نہیں کوئی ادھر — قصد کعبہ کا کیا کرتے ہیں اکثر آدمی

در حقیقت حق نما تھی ہم میں خو حیوان کی
اب ہوئے ہم پیر کا ارشاد سن کر آدمی

عیاں تو ہی تو ہے نہاں تو ہی تو ہے — جہاں دیکھتا ہوں وہاں تو ہی تو ہے
نہاں بھی عیاں میں خلا اور ملا میں — ہر اک جا پہ جلوہ کناں تو ہی تو ہے
سوا تیرے کوئی نہیں دوسرا میں — یہاں تو ہی تو ہے وہاں تو ہی تو ہے
جدائی بھلا مجھ میں تجھ میں ہو کیونکر — جسد میں ہی میں ہوں تو جاں تو ہی تو ہے

مرے جی میں آتا ہے لاؤں زباں پر
جہاں کا تماشا جہاں میں نے دیکھا
مرے دل سے ہر دم یہ کہتا ہے دلبر
زمیں تو ہی تو آسماں تو ہی تو ہے

مرے جی یہ میں اے جان جاں تو ہی تو ہے
جہاں تن ہے جانِ جہاں تو ہی تو ہے
مکیں میں ہی میں ہوں مکاں تو ہی تو ہے
مکاں تو ہی تو لامکاں تو ہی تو ہے

بجز تیرے ہے کون اے حق نما شاہ
ہر اک شئے میں دیکھا عیاں تو ہی تو ہے

دیکھ لے آئینۂ دل میں جو صورت کیا ہے
باغ کثرت میں نظر آتی ہے وحدت کی بہار
نام روشن ہے مگر دل کی سیاہی نہ گئی
حق کی ہستی کو جو کہتا ہے تو ہستی اپنی
سجدہ کرنے ہو کسے رو برو کس کے ہو کھڑے
بختِ بیدار نے پہنچایا جو در تک تیرے
مست ہیں بادۂ دیدار صنم کے جب سے
یار ہے تیری نظر میں تجھے آنکھیں ہیں کہاں

یار ہے تیرے مقابل تجھے حیرت کیا ہے
دیکھے انسان اگر اپنی حقیقت کیا ہے
آئینہ تجھ پہ نہیں دل کی حقیقت کیا ہے
ہستی ہستی ہے تری جہل یہ غفلت کیا ہے
زاہد دیکھئے بجز دیکھئے اطاعت کیا ہے
خواب میں دیکھی نہیں کعبہ کی صورت کیا ہے
نہیں پہچانتے ہم مذہب و ملت کیا ہے
غیب کہتا ہے تو حاضر کو یہ تہمت کیا ہے

حق نما مجھ سے اگر پوچھے کوئی حق کہہ دوں
میں نہیں حق ہے یہاں غیر کی نسبت کیا ہے

مرے یار جانی نہیں تیرا ثانی مرے نفس میں دل میں اور جاں میں تو ہے
پہن چار عنصر کا چو رنگی برقع ہوا جلوہ گر شکل انسان میں تو ہے
ہے آگے مرے آئینہ نما جسے دیکھوں میں اوسمیں ہے عکس تیرا
حجر میں شجر میں سمندر میں سیپی میں قطرے میں موتی میں نیساں میں تو ہے
ہے شان جلالی جمالی تری اور صمد نام ہیں تیرے دونوں
برہمن میں زاہد میں راہب میں عابد میں کافر میں مومن مسلماں میں تو ہے
دیا تھا خودی نے مجھے خوب دھوکا ہوا کشف یہ جب خودی کو میں تھوکا
خلا میں ملا میں بھی ظاہر میں باطن میں داخل میں خارج میں اعیاں میں تو ہے
تجھی سے سعادت سعیدوں کو حاصل تجھی سے شقاوت شقیوں کو حاصل
قمر میں عطارد میں زہرہ میں خورشید و مریخ میں اور کیواں میں تو ہے
الانسان سری انا سرہٗ کی معانی کا یہ کچھ خلاصہ ہے مطلب
تو آئینہ اوس کا وہ آئینہ تیرا اسی سے میں ہر انسان انساں میں تو ہے
ترے وصل سے بہرہ ور سیخنور رہو کیونکہ ہے تو مری جاں کے اندر
گواہ اس پہ ہے نحن واقرب کی حجت جو نزا چکا صاف قرآں میں تو ہے

مرے یار میں ابروہ ہے سیمبر جس کا پرتو ہے اختر میں خور میں قمر میں
وہی جلوہ گر ہے سما میں ہوا میں خلا میں ملا میں مسا میں سحر میں
مرے ساتھ ہر رات میں بات میں دل میں بیداری میں خواب میں دم قدم
جوانی میں پیری میں طفلی میں برزخ میں محشر میں جنت میں خوف وخطر میں

اگرچہ منزہ ہے بیرنگ پر رنگ سب اوس کے ہیں رنگ سے رنگ برنگ ہے
گلستاں میں ریحاں میں غنچہ میں گلبن میں ہر برگ میں شاخ میں گل میں تر میں
وہ ہے بحر الطاف کا م کرم آپ ہی تاب سبزی ہے سرخی سفیدی
زمرد میں ہیرے میں الماس میں لعل و یاقوت مرجاں میں در میں گہر میں
وہ بیچون و بے مثل و بے شبہ دیکھا کہاں کن ہوا آپ ہی جلوہ فرما
مرے جی میں جاں میں جگر میں سویدا میں دیدے میں پتلی میں تار نظر میں
وہ معبود مقصود موجود کی نور کی ہے جھلک اے سخنور یہ سب میں
ملک میں سمک میں پری میں پرستاں میں مور و سلیماں میں جن میں بشر میں

نظر وہ نہیں سب کی دیکھے خلق خدا ہوں میں
اے خضر جی پیاسا ہے گر آب وصل کا
نے اونچ نیچ کہتا ہوں ہے بات سچ کی
کیونکر نہ میرے روبرو سجدہ کریں ملک
بیٹا وہ ہوں کہ حق سوا آتا نہیں نظر
مشرق میں ہوں کبھی تو ہوں مغرب میں کوئی دم
صورت میں ہوں حدوث پہ باطن میں ہوں قدم

باطل میں قید چون و چرا سی رہا ہوں میں
آ مجھ سے مل کہ چشمۂ آب بقا ہوں میں
نے حق ہوں میں نہ حق ہوں نہ حق کی ہوا ہوں میں
وہ حمد خواں ہیں حال سرا نا ہوں میں
پھر دیکھنے کو غیر کے اندھا ہوا ہوں میں
وہ خوش خرام راکب وحش صبا ہوں میں
سب کو یہ ہے خیال پرانا نیا ہوں میں

سیر صفات میں ہی سخنور رہے بذات
رہ کر سفر میں پھر وطن سے جدا ہوں میں

وہ کس جہاں میں ہے اہلِ جہاں نہیں معلوم

محمدؐ مظہرِ جانِ جہاں ہے
محمدؐ وہ معمائے نہاں ہے
انہیں کے پرتوِ فیض و کرم سے
محمدؐ گر نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا
محمدؐ ہیں وہ سلطانِ حقیقی
ضحیٰ رخسار ہے واللیل گیسو
اُسے ہے دولتِ دارین حاصل
وہ بیچوں آپ ہی خود چوں بن آیا
اوسے ہے وصلِ حق ہر آن حاصل
خدا گویا ہے احمدؐ کی زباں سے

محمدؐ ذاتِ مطلق کا نشاں ہے
کہ جن کا غیب ان سے رازداں ہے
صدف میں درِّ تنِ آدم میں جاں ہے
انہیں کے نور سے روشن جہاں ہے
گدا جن کا شہنشاہِ جہاں ہے
جمالِ مصحفِ ناطق عیاں ہے
محمدؐ کا جو انساں مدح خواں ہے
محمدؐ پر خدائی کا گماں ہے
جو بندہ مصطفےٰ کا رازداں ہے
زباں حق کی محمدؐ کی زباں ہے

بھلا کیا قدرتِ ہم سے اون کی ثنا ہو
کہ جن کا حق تعالیٰ مدح خواں ہے

فانی خودی سے مجھکو کرو پیرِ دستگیر
نظّارہ با خدا کا خودی میں کروں عیاں
تم اپنی ذاتِ پاک میں کر کے مجھے فنا

باقی بحق ہمیشہ رکھو پیرِ دستگیر
آئینہ حق کا مجھکو کرو پیرِ دستگیر
گویا زبان اپنی کرو پیرِ دستگیر

حاصل مجھے کنارہ ہو بحرِ جہاں سے — چاہت میں اپنی غرق رکھو پیر دستگیر

پُر نور دل ہو شعلۂ توحید سے مِرا — ظلمت دُوئی کی دور کرو پیر دستگیر

کچھ چاہتا نہیں ہوں مگر ہے یہ آرزو — جاں کندنی میں لب پہ رکھو پیر دستگیر

ہے آرزو یہ قرب کی میدانِ حشر میں
دامن تمہارا ہاتھ میں ہو پیر دستگیر

بیاں کیا ہم سے ہو رتبہ معین الدین چشتی کا — خدا نے خود کہا خطبہ معین الدین چشتی کا

پہنچ جاتا ہوں اک دم میں بساطِ قربِ خالق تک — ملا جب سے مجھے رستہ معین الدین چشتی کا

مدد ہر امر میں ملتی ہے اس کو فیضِ باطن سے — ہوا جو دل سے آشفتہ معین الدین چشتی کا

طلسمِ گنجِ وحدت کے کھلے ابواب سب مجھ پر — درِ دولت جو میں پایا معین الدین چشتی کا

کہاں رائی کدھر میری ہمیشہ حق سے واصل ہو — خوشا قسمت ہے صدقہ معین الدین چشتی کا

اُسے قیدِ خودی سے خود رہا فرماتے ہیں حضرت — جو ہو جاتا ہے وابستہ معین الدین چشتی کا

منقش برزخِ کبریٰ کی ہے تصویر آنکھوں میں — تصور میں جو ہے نقشہ معین الدین چشتی کا

نہ دیکھا میں نے کثرت کو سوا وحدت کے عالم میں — سُنا جس روز سے نکتہ معین الدین چشتی کا

ہوئے ہیں منکشف اسرار باری کے مرے دل پر — سمجھ میں آ گیا نکتہ معین الدین چشتی کا

نظر میں آفتابِ نورِ حق ہے آئینہ ہر دم — مرے سر پر جو ہے یہ سایہ معین الدین چشتی کا

خریدوں کیوں نہ میں دارین کی نعمت — ہوا ہوں دل سے میں بندہ معین الدین چشتی کا

ابد میں تا نامِ اقدس کا وظیفہ کیوں نہ رکھوں میں — ازل سے ہوں میں وابستہ معین الدین چشتی کا

خیالِ ماسوا میں کب رہے ہو فنا فی اللہ ملے سالک کو جب رتبہ معین الدین چشتی کا

نہیں ہے قرب مجھ کو آرزو دنیا و عقبیٰ کی
ہوا ہوں جب سے میں بندہ معین الدین چشتی کا

نہیں یا ہر نظر سے ہی مری شانِ معین الدین
ہی ہو آنکھ میری شکلِ ایوانِ معین الدین

نہیں ہے خوف مجھ کو حشر میں خورشیدِ محشر کا
مرے سر پر جو اُن روزوں رہے دامانِ معین الدین

ملائک اتنے سرگرم خدمت میں ہوں کیونکر
کہ جبریل امیں ہیں خاص دربانِ معین الدین

خداوندا مشرف کر مجھے دیدارِ حضرت سے
بہت دن سے ہی میرے دل میں ارمانِ معین الدین

کوئی کیا جانتا ہے خواجۂ عالم کے رتبہ کو
جو ہے شانِ خدا بے شک وہی شانِ معین الدین

چلیں اجمیر گر واعظ دکھا دیں تم کو لیجا کر
جہاں ہے اب بھی تر و تازہ ہی بستانِ معین الدین

نہ ہو کیوں قرب تیرا رتبۂ عالی غلاموں میں
کہ تجھکو خلق کہتی ہے ثناخوانِ معین الدین

ارض و سما میں دیکھا ظاہر ظہور تیرا
شمس و قمر میں دیکھا تاباں ہی نور تیرا

ہر ذرہ ذرہ عالم لمعات ہیں اسی کے
دیکھا نہ تو سمجھ کر ہے یہ قصور تیرا

دیکھا نہ ہو کے بیخود شانِ خدا کو خود میں
ان خود بیخودی میں ظاہر ہوا ہے شعور تیرا

جب تک کہ چشم وا ہے حق کا مشاہدہ کر
جانا ہے پھر عدم کو انسان ضرور تیرا

فرش بریں پہ رہ کر عرش بریں پہ پہنچا
دونو جہاں میں دیکھا تو جلوہ گر ہی ہے
کھلتے ہی چشم تو نے شان خدا کو دیکھا
طاق حرم میں تو ہی شان حرم ہے تو ہی
حاصل جو نسبت کا ہی حق کا معائنہ ہے
ششدر ہی قرب تیرا کس رخ کروں میں سجدہ

انسان ہم نے دیکھا ہے یہ شعور تیرا
ظاہر ظہور یہ تیرا باطن ظہور تیرا
نزدیک حق کے انساں جو ہی دور تیرا
دونوں میں ہے برابر جانا ظہور تیرا
سمجھے جو یہ لطیفہ ہے یہ شعور تیرا
جب شش جہت کو دیکھا تاباں ہے نور تیرا

جب ہم نے ہر رہنما کو حضرت وطن سے سمجھا
ہے قرب کی نظر میں آئینہ نور تیرا

تم سے پایا جو میں معنے اپنا افتخار علی
شان حق ہی مرے رو برو آئینہ افتخار علی افتخار علی
شان حق پر ہے ہر آن میری نظر اور نظر میں ہے ہر آن حق جلوہ گر
مرے دل کو کیا اس طرح آئینہ افتخار علی افتخار علی
تو ہے گنج خفی میں ہمیشہ رہا بن کے آدم ہوا تو ہی جلوہ نما
تیرا عالم ہے عالم کی نشو و نما افتخار علی افتخار علی
مرے دل کے مکاں کا جو حق ہے مکیں حق کی ہستی یہ میری ہستی نہیں
میری صورت کی معنی ہی خود حق نما افتخار علی افتخار علی
دل ہے مرا تری خاص خلوت سرا جو زماں ہی مری ہر کثرت کی جا

میری آنکھوں میں ہی تو ہی جلوہ نما افتخار علی افتخار علی

ایک نکتہ جو پایا میں تمہارا کشف ہو جائیں سب اوس پہ سِرِّ خفی
تم کو اللہ سے ہے یہ رتبہ عطا افتخار علی افتخار علی

جنسِ دیدارِ حق کو خریدا وہی دولتِ عشقِ احمد کو پایا وہی
ہو گیا دل سے جو کوئی بندہ ترا افتخار علی افتخار علی

گاہ ممکن سے شامل ہو تم رہنما گاہ واجب سے واصل ہو تم دائما
شکل برزخ بنی تیری ذاتِ صفا افتخار علی افتخار علی

میں حقیقت سے عالم کی تھا بے خبر تو نے دکھلا دیا بھید سب سر بسر
ایک ہستی ہے سو رنگ سے جابجا افتخار علی افتخار علی

ہر سخن میں ہے تیرے اک عالم نہاں تیرے دریائے معنی کا کف ہی جہاں
کنت کنزاً ابھی ہے اک لطیفہ ترا افتخار علی افتخار علی

تجھ کو دیکھا تو دیدارِ حق کا ہوا تجھ کو پایا تو اسرارِ حق کا ملا
کیوں نہ تجھ کو کہوں حق کا میں آئینہ افتخار علی افتخار علی

کیا بیاں لطف کا ہو ترے ماجرا ذات تیری ہے بے شبہ بر ملا
قرب قطرہ تھا تم نے تو دریا کیا افتخار علی افتخار علی

ایک دم ہستی سے اپنی جو کوئی دور ہوا	وصل سے حق کے وہی جان سے مسرور ہوا
مصقلہ نکتۂ توحید سے جب دل کو کیا	آئینہ دل ہوا اور زنگ دوئی دور ہوا
ہمکلامی مجھے ہر دم ہے خدا سے حاصل	دیکھتا ہوں جسے نظروں میں مری طور ہوا

پیر کامل کے تصدق کہ کیا مردانہ
غیب میں ڈھونڈتا تھا ہی حق کو عبث او زاہد
کہیں عاشق کہیں معشوق کہیں صورتِ عشق
کہیں لیلیٰ کہیں مجنوں کہیں شیریں فرہاد
آئینہ شانِ خدا ہے جو مٹا حرفِ خودی
قل ہو اللہ کے معنی ہوئے حاصل جو مجھے
جب تھا میں تو بھلا تیرا پتا تھا بھی کہیں
جب کیا فانی بخود باقی بحق مجکو وطن

دید سے حق کی نہ یکدم کبھی مجبور رہوا
دیکھ اپنے میں وہ موجود ہے کیوں دور رہوا
ایک ہی نور رہے سو رنگ سے مشہور ہوا
جب مٹا اسم تعین تو وہی نور ہوا
ہو گیا تجھ سے قرآں آپ جب دور رہوا
دل مرا نشہ توحید سے مخمور رہوا
میں جو موجود ہوا تجھ سے تو مشہور رہوا
اپنے دورے کا میں شبلی ہوا منصور ہوا

قرب مایوس نہ ہو وصل سے حق کے ہرگز
دو شہ رگ سے بھی نزدیک ہے تو دور رہوا

میں خودی سے جو باہر آ دیکھا
نور حق کا میں جا بجا دیکھا
ڈوبا جب بحرِ ذات میں ہم نے
دو جہاں صورتِ ہو اللہ ہے
فوق پایا میں اپنے پایہ کو
شخص حق ہے تو عکس ہے عالم
حق ہی جبدم خودی ہوئی باطل

بخدا سو بسو خدا دیکھا
کہیں سورج کہیں سما دیکھا
دونو عالم کو بلبلا دیکھا
وہم عالم کو میں نے لا دیکھا
پایۂ عرش تحت پا دیکھا
شانِ احمد کو آئینہ دیکھا
صورتِ حق کو آئینہ دیکھا

آئینہ دل کو جب کیا ہم نے
جس نے دیکھا اوسے نہ دیکھا کوئی
جاؤں کعبہ کو کس لئے قبلہ
کہیں عارف بنا کہیں واصل
کہیں عاقل بنا بھٹکتا ہے
جس کو میں ڈھونڈھتا پھرا باہر
آپ کو آپ دیکھتا ہے وہی

آئینہ یار کا لقا دیکھا
ہے غلط جو کہے سُنا دیکھا
میرے گھر میں خدا ملا دیکھا
کہیں مطلوب سے جدا دیکھا
کہیں عالم کا رہنما دیکھا
اپنے گھر میں اوسے چھپا دیکھا
اوس کو ہرگز نہ دوسرا دیکھا

قربؔ گذرا خودی سے جب اپنی
خود خودی کو خدا نما دیکھا

دل مرا یادِ شہِ ہند سے معمور رہا
شکر للہ کہ کیا بخت مساعد ہیں مرے
فرقتِ خواجۂ عالم میں جو تھا میں غمگیں
کیا عجب دولتِ دارین مجھے ہو حاصل
باغِ اجمیر کا ہیں بلبل خوش الحان ہی ہوں
فرق جانے جو شہِ ہند و شہ جیلاں میں
فضل خواجہ نے کیا مطلق و مختار جسے

گھر مرا لمعۂ اسرار سے پُر نور رہا
بیعتِ سلسلۂ چشت سے مسرور رہا
ہو گیا وصل جو رویا میں تو مسرور رہا
جب غلاموں میں سے خواجہ کے میں مشہور رہا
وصف لکھنا مجھے خواجہ ہی کا منظور رہا
پاس بھی حق کے اگر ہے تو سمجھ دور رہا
پہنچہ سرِ ید اللہ میں وہ مجبور رہا

داریاں خواجۂ عالم کا ہوا قربؔ جو یہاں

پاس دیدار کے وہ ہمسر منصور ہوا

بزم میں خواجۂ عالم کی جو شامل ہوگا
ہر رگ و ریشہ سے نکلے گی انا الحق کی صدا
دیکھ لے نزہت گلزار مزار اقدس
گل رخسار شہ ہند کا جو چاہو اگر
دل مضطر ترا پائیگا اوسی دم تسکیں
نحن اقرب کے لطیفہ کو جو سمجھے گا کوئی
یاد ہے جس کو گذر جانا خودی سے اپنی
عمر میں اپنی جو اک بار زیارت کر لے

شامل درس وہ فردوس میں داخل ہوگا
تیغ ارشاد کا جو آپ کی گھائل ہوگا
دل نہ جنت کی طرف پھر کبھی مائل ہوگا
بزم عشاق میں اک شور عنادل ہوگا
جب ترا دل روضۂ اقدس کے مقابل ہوگا
جان لے تو عرفا میں وہی کامل ہوگا
دید سے حق کی نہ اک دم کبھی غافل ہوگا
حق کا دیدار اوسے ہر گھڑی حاصل ہوگا

مرد جو فانی بخود باقی بحق ہو اقرب سے
جان تو اپنے صنم سے وہی واصل ہوگا

مئے توحید سے اک جرعہ جو پائیں واعظ
آپ تو سمجھے نہیں معنی نحن و اقرب
شش جہت میں نظر آجائیگا حق جلوہ کناں
وہ تو حاضر ہے اسے غیب میں تم کہتے ہو
رو برو ہی وہ جسے ڈھونڈتے پھرتے ہو سدا

پھر دوئی میں نہ کبھی دیکھنے آئیں واعظ
خلق میں اپنی کو اس منہ یہ کہائیں واعظ
معنی اپنا جب شیخ سے پائیں واعظ
حق کو بطلان کی تہمت نہ لگائیں واعظ
ہے یہ نادانی جو تم اوسکو پکاریں واعظ

مئے توحید کے ہم تشنہ سہی بیخودیٔ ام
حق زباں سے مری کہتا ہی جو میں کہتا ہوں
حفظ کر لیں گے ابھی مصحفِ رخسارِ صنم

گو کہیں لفظِ انا لحق نہ سنائیں واعظ
میں نہیں ہوں مجھے ہرگز نہ سنائیں واعظ
نحن و اقرب کے لطیفہ کو جو پائیں واعظ

محوِ دیدارِ صنم قربِ رہا کرتا ہوں
صدمۂ حشر سے ہرگز نہ ڈرائیں واعظ

جو دل کو اپنی خودی سے رہا کریں گے ہم
قدم پہ یار کے سر کو فدا کرینگے ہم
سمجھ کے من عرف نفسہ کے نکتہ کو
نظارہ شانِ خدا کا خودی میں کرتے ہیں
لگا کے سرمۂ مازاغ اپنی آنکھوں میں
جو نامِ صورتِ احمد ہمارے سامنے لے
دہن میں قال کے جب تک زبان چال رہے
نکالیں پنبۂ غفلت جو گوش سے اپنے
نہ ہو زمین نہ ہو آسماں نہ ہو جانب
مٹا کے رمز سے حضرت وطن کے عالم کو
بتا کے رمز کو مرشد کے طالب حق کو
نہیں ہے فائدہ پڑھنے میں علم کے ظاہر

خدا کی دید میں ہر دم رہا کرینگے ہم
نمازیں جتنی قضا ہیں ادا کرینگے ہم
نظارہ عبد میں رب کا کیا کرینگے ہم
کتاب قرب فرائض پڑھا کرینگے ہم
تمہیں کو چار سو دیکھا کیا کرینگے ہم
یقین ہے آئینہ اوس م ہوا کرینگے ہم
محمدؐ عربی کی ثنا کرینگے ہم
صدائے حق کو ہر اک جا سنا کرینگے ہم
ہم اپنے یار سے خلوت کیا کرینگے ہم
نظر سے دور تجھے ماسوا کریں گے ہم
فاینما کا نظارہ عطا کریں گے ہم
ملے جو یار وہ پٹی پڑھا کرینگے ہم

خودی کو قلب سے اپنے جو دور کرکے قریب
قریب اپنے خدا کے رہا کرینگے ہم

خودی کو خدا میں نہاں دیکھتے ہیں
خدا کو خودی میں عیاں دیکھتے ہیں
نظر سے ہٹے جن کی خاشاکِ کثرت
وہ گلزارِ وحدت عیاں دیکھتے ہیں
پتہ گو ہے شہرگ سے نزدیک تیرا
جو غافل ہیں تجھکو کہاں دیکھتے ہیں
خدا تیرا دیدار حاصل ہے جن کو
خودی میں وہ آنا زیاں دیکھتے ہیں
نہیں حق سوا دوسرا دوسرا میں
وہی ایک اوس کو جہاں دیکھتے ہیں
تمہیں جلوہ فرما ہو دیر و حرم میں
تمہارے یہ ہم دو مکاں دیکھتے ہیں
قیامت میں کہتے ہیں دیدار حق ہے
جو عارف ہیں اوسکو یہاں دیکھتے ہیں
ہویدا ہیں پتلی میں تارِ نظر میں
ہر اک جا تجھی کو عیاں دیکھتے ہیں
ہوے جبکہ فانی ہیں باقی بحق ہم
مکاں اپنا ہم لامکاں دیکھتے ہیں
نظر سے اٹھا جبکہ پردہ خودی کا
خدا روبرو ہے جہاں دیکھتے ہیں

ملے جب سے ہم قرب حضرت وطن سے
خدا کو خودی میں عیاں دیکھتے ہیں

آئینہ سا میں کب ترا محو لقا نہیں
کب روبرو مرے ترا آئینہ نہیں
وہ روبرو ہی تو ہی اوسے دیکھتا نہیں
زنگِ خودی سے دل ترا مطلق صفا نہیں

ہر ہر لباس میں ہے وہی یار جلوہ گر
کیا جانے کیا ہوا تجھے تو دیکھتا نہیں

کس طرح جانِ جاں کی میسر ہو تجھکو دید
تو واقفِ معانیٔ سرّ انا نہیں

جسکو تو جانتا ہے خودی سے وہی خدا
تو دیکھ لے خدا سے خودی کچھ جدا نہیں

کیوں غیر تو خدا سے سمجھتا ہے آپ کو
نکتہ کو پا خدا سے تو مطلق جدا نہیں

ہیں غرقِ بحرِ ذات معانی ہوا شناس
آگاہ مجھ سے حق کے سوا دوسرا نہیں

رہتے ہیں ہم مقامِ صفا میں جو رات دن
محفل میں اپنی ذکرِ فنا اور بقا نہیں

تو ڈھونڈتا ہے اوس کو وہ ہے تجھ میں آئینہ
وہ آپ ہی ہے آپ سے تو آشنا نہیں

ڈھونڈا بہت میں خانۂ تن میں تمام عمر
پایا یقین حق ہی کوئی دوسرا نہیں

اے قرب تجھ میں یار میں تو ہی حجاب ہے
قطرہ سے بحر بحر سے قطرہ جدا نہیں

اپنی ہستی سے مٹا ہوں تنہا ہا یا ہو
ذات سے تیری بقا ہوں تنہا ہا یا ہو

میں فنا ہوں نہ بقا ہوں تنہا ہا یا ہو
ہر تعلق سے صفا ہوں تنہا ہا یا ہو

مظہرِ خالقِ بیچوں مجھے کہتا ہے جہاں
میں ہی سب چون و چرا ہوں تنہا ہا یا ہو

جان میری ہی جہاں مجھ سے ہے انجان جہاں
ہو کے ظاہر میں چھپا ہوں تنہا ہا یا ہو

نئی صنعت سے بناتا ہوں جہاں ہر دم میں
کن کا معدن میں ہوا ہوں تنہا ہا یا ہو

موج اور بحر کی نسبت ہے مجھے اوس سے سدا
میں کہاں حق سے جدا ہوں تنہا ہا یا ہو

نام اوس کا ہے جہاں اہلِ جہاں کے نزدیک
میں جہاں جلوہ نما ہوں تنہا ہا یا ہو

نہیں ملتا ہی پتا شیخ و برہمن کو مرا
لامکاں میں جو رہا ہوں تننا ہا یا ہو

دو جہاں پائے بھلا میری حقیقت کیونکر
دو جہاں میں ہی بنا ہوں تننا ہا یا ہو

مظہر غیب و شہادت ہے مرا دم ہمدم
موجد ہر دوسرا ہوں تننا ہا یا ہو

قرب دل کو کیا زنگار خودی سے جو صفا
آئینہ حق کا ہوا ہوں تننا ہا یا ہو

کر خودی اپنی فنا دیکھ صلا ملتا ہے
آپ کو کھوتے ہیں جو ان کو خدا ملتا ہے

اور عالم ہے سوا میر دو عالم کے پرے
کب دو عالم کو بھلا میرا پتا ملتا ہے

دیر و کعبہ میں نہ تو شیخ و برہمن سے ملا
خانۂ دل میں ہمیں تیرا پتا ملتا ہے

زاہدو تم کو مبارک ہو مساجد میں نماز
گھر میں اپنے ہمیں دیدار خدا ملتا ہے

نکلے جس جا سے دھواں آگ وہیں ہے روشن
دیکھ مخلوق کو خالق کا پتا ملتا ہے

یار کے رخ پہ جو پردہ ہے وہ ہستی ہی تری
کر خودی اپنی فنا حق کا لقا ملتا ہے

گھر میں کچھ یار کو باہر ہوئے کیوں سرگرداں
پاؤ نکتہ کو ابھی تم سے خدا ملتا ہے

شرک ہے دید میں گر بال برابر ہو تمیز
بیخودی میں ہمیں کچھ اور مزا ملتا ہے

پیر کامل نے کیا فانی بخود و باقی بحق
اب کہاں مجھ کو بھلا میرا پتا ملتا ہے

کر لیا پیر کی صحبت سے سعادت حاصل
چند ویرانہ میں ڈھونڈو تو ہما ملتا ہے

قرب حاصل ہی مجھے ایک جہاں سی ہر دم
خاک پر تخت سلیماں کا مزا ملتا ہے

مربّی انس و جاں کے ہیں معین الدین لاثانی | خلاصہ جسم و جاں کے ہیں معین الدین لاثانی
معین الدین کے باعث ہوا کون و مکاں ظاہر | سبب دین و آئیں کے ہیں معین الدین لاثانی
معین الدین سا پیدا ہوا کوئی نہ اب ہوگا | مفخر واصلاں کے ہیں معین الدین لاثانی
معین الدین کو بحر کرامت گر کہیں حق ہے | کہ حاصل دو جہاں کے ہیں معین الدین لاثانی
عطا خالق سے ملکِ فقر کی ہے اون کو سلطانی | شہنشاہ خسرواں کے ہیں معین الدین لاثانی
جو کہتے ہیں یہاں سے خواجۂ عالم وہ ہوتا ہے | مقرب جانجاں کے ہیں معین الدین لاثانی
مرادیں دین و دنیا کی سدا عالم کو دیتے ہیں | قلمراں دو جہاں کے ہیں معین الدین لاثانی
خدا کی بات گویا خواجۂ عالم کی ہیں باتیں | زباں حق کی دہاں کے ہیں معین الدین لاثانی

ہمیشہ کیوں نہ لکھے قرب وصفِ خواجۂ عالم
کہ ایماں مدح خواں کے ہیں معین الدین لاثانی

جناب مرزا محمد اسد اللہ شاہ مرحوم متخلص بہ کوثر

روز ہم دیکھتے ہیں یار تجلّا تیرا | دل کے آئینہ میں ظاہر ہے تماشا تیرا
کیوں نہ عشاق پہ واجب ہو نظارا تیرا | ممکن اعیان و تعیّن ہیں سبھی جلوہ تیرا
اینما کی جو ہوئی آئینہ معنی مجھ پر | جس طرف دیکھو نظر آتا ہی جلوہ تیرا
تو ہی عاشق ہے ترے حسن جہاں تاب کا آپ | دوسرا کون ہے دیکھے جو تماشہ تیرا
دو نو عالم کو فراموش کیا دم بھر میں | دیکھکر تجھ کو ہوا جو کوئی شیدا تیرا

تاڑ لیتے ہیں جو ہیں اہلِ نظر مجھ میں تجھے
گو ترے رُخ پہ ہوں آیار میں پردا تیرا

ذکر سے تیرے نہیں دیر و حرم ہیں خالی
کونسی جا ہے کہ جس جا نہیں چرچا تیرا

مثلِ موسیٰ کے ہزاروں یہی کہتے ہیں پکار
گم ہوا جو کوئی دیکھا رُخِ زیبا تیرا

واہ اے شانِ خدا میں ہوں تصدق تجھ پر
واصلِ حق ہوا پایا جو اشارا تیرا

فیضِ ارشادِ وطن سے ہی طلبِ کوثر
ایک قطرہ سے جو دل بن گیا دریا تیرا

وہ جا ہی کونسی جو خدا جلوہ گر نہیں
دیکھے نہ اوس کو جو کوئی اہلِ نظر نہیں

احمد میں اور احد میں نہیں فرق بال بھر
سمجھے بشر جو آپ کو وہ خود بشر نہیں

تیغِ رضائے یار کے آگے تو دم نہ مار
تسلیم کے سوا کوئی اس کی سپر نہیں

سمجھا نہ جس نے اپنی حقیقت کو غور سے
ایسا جہاں میں حیف کوئی بیخبر نہیں

پتھر میں بھی اثر ہے ترے عشق کا صنم
وہ کونسا ہے سنگ کہ جس میں شرر نہیں

توحید رائگاں ہے اگر صلحِ کل نہ ہو
بیکار ہے وہ نخل کہ جس میں ثمر نہیں

مرنے کے آگے شیخ نے فانی کیا مجھے
آ اب اجل کہ تجھ سے مجھے کچھ خطر نہیں

بتلائے جو وطن میں مجھے سیرِ لامکاں
جز حضرتِ وطن سا کوئی راہبر نہیں

کوثر ہے لامکاں کے پرے سیر دیدنی
کچھ غم نہیں جہاں میں اگر بال و پر نہیں

دل کی صفا سے یار کو پایا کسی طرح
فضلِ خدا نے میری خودی کو مٹا دیا
مجھ کو بنا کے کاہ بنا آپ کہربا
تیرا تو ہی حجاب ہے جلوہ پہ یار کے
ہوتا نہ آہِ سرد میں بلبل کی گر اثر
حاضر خدا ہے غیب تو کہتا ہی زاہدا

آئینہ بن کے روبرو پہنچا کسی طرح
ذرہ کو آفتاب نے کھینچا کسی طرح
ورنہ مجال اوس سے تھا ملنا کسی طرح
گر ہو سکے اوٹھا دے یہ پردا کسی طرح
ممکن نہیں تھا غنچہ کا کھلنا کسی طرح
ذرہ تو اپنے جھوٹ سے شرما کسی طرح

کہتی ہے محویت مجھے کو تر یہ گومگو
ہو گا نہ بھید یار کا افشا کسی طرح

کیا لطف زندگی سے جو تو آشنا نہیں
ظاہر ہے تو نظر سے کسی کی چھپا نہیں
سمجھوں میں کس کو غیر کہوں ما سوا کسے
ڈھونڈھے ہی اوس کو فرش سے لے عرش تک عبث
سینہ ہیں جی میں دل میں زباں میں جہان میں
تشنہ لبی حباب کو دریا میں کیوں نہ ہو
اوس بے زباں کی دہن میں سہو امحو اس قدر
اُنست تجھے خدا کی میسر ہو کس طرح
گویا زبانِ حال سے ہی تجھ کو یوں خودی

تیرے سوائے اپنا کوئی مدعا نہیں
حق ہی کہ یاں تجھے کوئی پہچانتا نہیں
ہر دو سرا میں تیرے سوا دوسرا نہیں
زاہد تو اپنے گھر کا ہوا آشنا نہیں
حق کے سوائے جلوہ نما دوسرا نہیں
تہ سے جو قرب آب کی وہ آشنا نہیں
ہر چند ڈھونڈھتا ہوں یہ پاتا پتا نہیں
واعظ ابھی تو اپنا ہوا آشنا نہیں
میں جب تلک ہوں تجھ کو وصالِ خدا نہیں

ہے اختیار اپنا اگر بال بھر تجھے
اک جان دے کے پاتا ہوں سو جان وصل میں

عکس جمال یار کا تو آئینہ نہیں
دریا میں ہے حباب کو خوف فنا نہیں

کوثر بقول قرب کے ہیں یک عبد و رب
قطرہ سے بحر بحر سے قطرہ جدا نہیں

وہ کون دل ہے جسمیں تری جستجو نہیں
ملنے کی تیرے یار کسے آرزو نہیں

موصوف سے صفت کو ہے اس باغ میں نمود
وہ کونسا ہے گل کہ تری جسمیں بو نہیں

کیونکر نماز ہوگی تری زاہدا قبول
جبتک کہ خون دل سے کیا تو وضو نہیں

حاضر کو غیب حق کو جو کہتا ہے غیر حق
یہ جرم تیرا وہ ہے کہ ہوگا عفو نہیں

خود بینی جب تلک ہے ترے دل میں جاگزیں
مرآت عکس یار تو ہوگا کبھو نہیں

تشبیہ سے ہے پاک وہ تنزیہ سے ہے دور
واللہ میرے یار کو مثل کفو نہیں

اس طرح میرا جامۂ تن چاک ہوگیا
تجھ سے بھی ہوگا سوزن عیسیٰ رفو نہیں

کثرت میں چھپکے دید میں وحدت کی ہے بنا
نزدیک اون کے تذکرہ میں و تو نہیں

کیونکر ہو اوسکو شخص میں اور عکس میں تمیز
ظاہر یہاں پہ جسکو ہوا سر ہو نہیں

سائل نا کو پوچھ تو کوثر نہ مجھ سے اب
گویا ہے یار جان مری گفتگو نہیں

دل ہے تو درد ہے تو درد کا درمان تو ہے
تن بیجاں میں مری جان جہاں جان ہے تو

لذتِ وصل ہی تو سوزشِ ہجراں تو ہی
عشق تو حسن ہی تو حسرت و ارماں تو ہے

چشمِ وحدت سے جو دیکھا تو نظر یہ آیا
دیر تو کعبہ ہے تو گبر و مسلماں تو ہے

منتظر دید سے دیدہ یہ کھلا یہ نکتہ
تو ہی منظور تو ہے ناظر و حیراں تو ہے

سجدہ کرنے سے فرشتوں کے ہوا ثابت
آئینہ ذات کا اے صورتِ انساں تو ہے

دُزد قابو میں ہے بیدار رہو کیا سوتا ہی
یار کے گنج امانت کا نگہباں تو ہے

بھول قدرت کو نہ بن جبر سے مجبور کبھو
سب خدائی کا یقیں جان کہ سلطاں تو ہے

ابر سے جہل کے فی الفور نکل آ باہر
جس سے روشن ہے جہاں وہ مہِ تاباں تو ہے

مَن عَرَف کے یہی معنی ہیں یقیں اے کوثر
خود کو پہچان لے گر طالبِ جاں تو ہے

شکر خدا کہ دل کا مرے مدعا ملا
جس دم میں افتخار علی شاہ سے ملا

اے پیر تیرے فیض کا کیا شکر میں کروں
حق تو یہ ہی کہ ملنے سے تیرے خدا ملا

آ آ کے شام و روم سے خادم ہوئے یہاں
حیدر نگر کے بیچ عجب پیشوا ملا

خادم ہر ایک آپ کا مخدوم ہو گیا
اسرار دانِ علم لدن برملا ملا

ہیں لامکاں کی سیر میں خادم جناب کے
ہر اک کو دیدِ حق کا نیا اک مزا ملا

ہند و عجم میں دیکھا اس سے سوا کوئی
بخت رسا سے ہمکو عجب پیشوا ملا

پردہ دوئی کا دستِ کرم سے اُٹھا دیا
اے شیخ تیرے فیض سے سِرّ انا ملا

حصہ میں جسکے فیضِ ازل ہی لکھا ہوا
وہ خود کشاں کشاں درِ حضرت پہ آ ملا

کوثر قسم خدا کی جو بھولا تھا راہ کو
حضرت وطن سے مجکو وطن کا پتا ملا

دوسرا مجھ ہی میں تھا پر مجھے معلوم نہ تھا
جب نہ تھا عشق میں کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا
میں ہی سب چون و چرا تھا مجھے معلوم نہ تھا
میں نہ بندہ نہ خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
دونوں علت سے جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

گھر میں رکھ آپ کو میں آپ سے غافل ہی رہا
جب ملا رہبر کامل تو دیا مجھ کو بتا
دیر و کعبہ کو گیا پر نہ ملا کچھ بھی پتا
دل کے آئینہ کو میں روبرو رکھکر دیکھا
آپ کا روئے صفا تھا مجھے معلوم نہ تھا

تیری تلاش میں اک عمر اٹھایا سو غم
اپنے الطاف سے جب تو نے بنایا محرم
باوجودیکہ تو اے یار مرا تھا ہمدم
وجہہ معلوم ہوئی تجھ سے نہ ملنے کی صنم
میں ہی خود پردہ ہوا تھا مجھے معلوم نہ تھا

جب تلک آنکھ یہ تھا میری حجاب من و تو
شوق دیدار میں کرتا تھا میں ہر سو کو کو
یہ تمنا تھی کہ آجائے نظر وہ مہرو
دیکھتا تھا میں جسے ہو کہ ندیدہ ہر سو
میری آنکھوں میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کیا کروں مرشد کامل کا دلا شکر ادا
کیا کہوں پہلے تھا کیا اب میں ہوں کیا بخدا
فیض سے جس کے گیا زنگ تعلق کو جدا
شکل حیرت ہوئی آئینہ دل سے پیدا
معنے شان صفا تھا مجھے معلوم نہ تھا

میں نے سمجھا تھا یہاں عاشق محبوب ہے کون
دیر و کعبہ ہے کیا زشت ہے کیا خوب ہے کون

آپ ہی آپ ہویاں طالب و مطلوب ہے کون	دل ہی کیا جان ہی کیا دلبر مرغوب ہی کون

میں جو عاشق ہوں کہا تھا مجھے معلوم نہ تھا

یہ نہ سمجھے تھے کہ ہی جان میں جاناں ہمہ تن	فرقتِ یار میں کیا کیا نہ سہے رنج و محن
بعدِ مدت جو ہوا وصل کھلا راز وطن	فیض رہبر سے اے کوثر جو ملا سرِّ کہن

واصلِ حق میں سدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

نہ بن تو کافر نہ ہو مسلماں یہ دونوں جھگڑوں سے دل صفا کر

نہ چاہ دنیا نہ چاہ عقبیٰ تو خود کو ان میں نہ مبتلا کر

نہ کر پرستش تو بت کے آگے نہ گردِ کعبہ کبھو پھرا کر

نہ رام رام اب زباں سے کہہ تو نہ دل سے ہردم خدا خدا کر

اٹھا دے پردہ عبودیت کا سمجھ کے وردِ انا انا کر

نہ جا تو کعبہ نہ جا تو کاشی نہ پڑھ وظائف نہ کچھ جپا کر

نہ خوفِ دوزخ نہ شوقِ جنت یہ دونوں خطروں کو تو ہوا کر

اگر ہے عاقل تو سن لے مجھ سے تلاش کامل کی کر لے جا کر

نہ رام رام اب زباں سے کہہ تو نہ دل سی ہردم خدا خدا کر

اٹھا دے پردہ عبودیت کا سمجھ کے وردِ انا انا کر

اگر وہ غایت ہی بے نشاں ہے تو کس سے روشن یہ جسم و جاں ہے

وہ تیری شہ رگ سے ہی قریں ہے وہی ہی موجود تو کہاں ہے

نہ تیرے اندر نہ تیرے باہر سمجھ لے اس کو جو نکتہ داں ہے

خودی میں اک بیخودی نہاں ہی وہ بیخودی میں خدا عیاں ہے

خودی ہی شانِ خدا خودی میں جو بجز ہی خود آ خود آ کر

ہر ایک رنگ میں ہے رنگ میرا کہاں تلک کے تو مجھ کو جانے

ہزاروں پردے ہیں رُخ پہ میرے مجال کیا ہی جو کوئی پہچانے

فرش سے لے تا بعرش اعظم مرے ہی جلوہ کے ہیں ٹھکانے

میں وہ ہوں ایک دُرِّ بحرِ معنی سُراغ صورت کو میرے پانے

کیا ہے بادل نے زہرہ پانی جو دل کو اپنے گھٹا گھٹا کر

خدائی روشن ہی مجھ سے بیشک مرا ہی چرچا ہے ہر جہت میں

مری ثناخواں ہے آفرینش ہر اک زباں ہیں ہر اک نعت میں

ہے میرے جلوے کے نظم و نثر میں دو بیت لکھے ہوئے صفت میں

میں وہ ہوں اک ذاتِ شمع روشن ازل سے اس بزمِ شش جہت میں

جو سبعہ سیارہ گھورتے ہیں مجھ ہی کو آنکھیں لڑا لڑا کر

زمیں سے تا عرش جو ہے پیدا لکھا ہوا ہے مرے قلم سے

مرے ہی دم سے جہاں میں دیکھو ہوئے ہیں موجود سب عدم سے

مرا ہی جلوہ ہے کفر و دیں میں کہیں صنم سے کہیں حرم سے

نمودِ اشیا مرے قدم سے ظہورِ اسماء ہے میرے دم سے

ہوں بزمِ عالم میں جلوہ آرا میں شان اپنی بنا بنا کر

جو بعدِ مدت کے چشمِ حق بیں کہ فیضِ کامل نے مرحمت کی

جدھر میں دیکھا نظر میں آئی تجلی ظاہر الوہیت کی

خودی میں شانِ خدا نمایاں ہے عام صورت خصوصیت کی

نہاں ہے صورت عبودیت کی عیاں ہی صورت ربوبیت کی
کیا جو آئینہ دل کو اپنے میں زنگِ ہستی مٹا مٹا کر

فنا بقا کا جو مسئلہ تھا بتا یا کو تو یہ پیر جی نے
پئے تبدل لباس تازہ خوش آئے مجھ کو یہ دو قرینے

رکھا ہوں چشمِ جہاں سے پنہاں ظہورِ اخفا کے یہ خزینے
یہ مرنا جینا جو خلق کا ہے بتا نا اس کو وطن کسی نے
نہاں میں ہوتا ہوں احدیت میں جہاں کو تو بتا بتا کر

فنا کر خود کو پہلے سوچ لے پھر کون رہتا ہے
ترے ہی سے تو عبد و رب کا اس جا ذکر چرچا ہے
وگر نہ غیریت جو ہے فقط وھو کا ہی وھو کا ہے
مقامِ وصل میں سوچو تو اللہ ہے نہ بندہ ہے
فقط اک نام کی ہے قید قطرہ ہی نہ دریا ہی

مٹا نامِ تعین جب تو پھر دوری نہ پردہ ہے
وصالِ یار گم ہوتے یہ میرے لب کہ ٹھیرا ہے
ہوا گم جبکہ میں پھر عبد و رب کا صاف جھگڑا ہے
مقامِ وصل میں سوچو تو اللہ ہے نہ بندہ ہے
فقط اک نام کی ہے قید قطرہ ہی نہ دریا ہی
میں ہوں گنجینۂ معنی عجب کچھ مجھ میں جلوہ ہے

مرے ہر رنگِ تازہ کو وہ دیکھے جو کہ شیدا ہے
ہوں موجد میں خدائی کا دو عالم مجھ میں بستا ہے
بیاں تم سے کروں کیا میں کہ میرے دلمیں کیا کیا ہے
نئی باتیں نئی گھاتیں نیا ہر دم تماشا ہے
کبھو لاہوت کی مسند پہ جا کر جلوہ فرما ہے
کبھو جبروت سے ملکوت تک اوس کا تجلا ہے
کبھو ناسوت میں ہر شکل سے یہ حسن افزا ہے
بیاں تم سے کروں کیا میں کہ میرے دلمیں کیا کیا ہے
نئی باتیں نئی گھاتیں نیا ہر دم تماشا ہے
نہ شادی میں ہوں دنیا کے نہ عقبیٰ کے ہوں میں غم میں
مجھے واصل نے دکھلایا ہے سرِ عجب آدم میں
اب اپنا آپ شیدا ہوں کہ سب موجود ہے دم میں
غنیمت دم کی الفت کو نہ کیوں سمجھوں دو عالم میں
کہ ہر عالم میں مجھ کو اک نیا عالم دکھاتا ہے
خدا اگر ہے جدا عالم سے پھر کہنے کہ کیا سمجھے
اگر ہیچوں اوسے سمجھے تو یہ چون و چرا کس سے
نمودِ حق و باطل کے لیے اب آرزو یہ ہے
مرے جی میں ہے پوچھوں رکھکے قرآں شیخ کے آگے
زباں مطلق نہیں حق کو تو پھر یہ کون گویا ہے

میانِ عاشق و معشوق کیا کیا رمز ہیں پیدا
کراً ما کاتبیں کو بھی خبر جس کی نہیں اصلا
میں خود غائب ہوں جس جا کس سے یہ راز ہو افشا
کسی پردہ نشیں سے ہمکلامی ہے یہ در پردہ
سخن باریک ہی اس جا کہ مجھ سی مجکو پردہ ہی
خودی تو مبتلا ہو کر جدا ہے تو تو ہم سے
خدا کہتے ہیں بس جس کو نمایاں ہے وہ آدم سے
سمجھ لے من عرف پہلے اور آگہ اپنے ہو دم سے
جہاں چاہے وہاں لِ لے خلیلِ جانِ عالم سے
دلِ صافی مکاں یدہ ترا دیوانخانہ ہے
مخنث سا کوئی افسوس بندہ ہو گیا زر کا
مونث کی طرح کوئی ہے جنت کی طرف دوڑا
سمجھ لے اس کو اے کوثر کہا رہنے کیا اچھا
وطن مردوں کی محفل میں نہیں اک طالبِ مولا
کسی کو حبِ دنیا ہے کسی کو فکرِ عقبیٰ ہے

جناب سید محمد علی شاہ مرحوم متخلص بہ سرمد

ہے وظیفہ مرا اب خفی و جلی افتخار علی افتخار علی

اور اوس کے سِوا ئے ہے مُرادِ دلی افتخار علی

مجھ کو تو قیدِ دُوئی سے کر کے رہا خالی کر کے مجھے حق سے مملو کیا
تجھپہ قُرباں کروں کیوں نہ اُمّی اَبی افتخار علی

دل سے زنگِ دُوئی کو مٹایا مرے حق کا آئینہ تو نے بنایا مجھے
تیری معنی ہیں صُورت خدا کی ملی افتخار علی

جب خُودی سے ہُوا بے خُودی میں بھی جُدا مجھ میں آیا نظر مجھکو نورِ خُدا
تو نے ظُلمت میں کی ہے مِری راہبری افتخار علی

درِ دل پر جو اِک رُوز یوں ہی گیا اور پُکارا یہاں کون ہے کہہ خدا
مجھکو دَر پردہ آواز آنے لگی افتخار علی

تجھکو دیکھا تو میں ہی ملا تجھ کو پایا تو میں ہی خُدا سے مِلا
مجھ کو دارین کی تجھ سے نعمت ملی افتخار علی

میرا سینہ جو ہے تیری خِلوت سرا میرا دیدہ ہے دیوان خانہ ترا
گویا دل ہے مرا تیرے گھر کی گلی افتخار علی

میری آنکھوں میں اکثر خِراماں ہو تم شانِ مردم میں ہر دَم نمایاں ہو تم
میرا مطمحِ نظر ہے تمہاری گلی افتخار علی

حق نے بارِ اَمانت جو مجھکو دیا تجھ سے اِس بھید کا مجھپہ عقدہ کھلا
تو ہے مطلوب میرا حق کے وَلی افتخار علی

نہ تو دُوزخ کا کچھ مجھ کو کھٹکا رہا نہ جنّت کی ہے میرے دل میں ہَوا
تجھ کو پایا مِلی سب مُرادِ دِلی افتخار علی

تھا میں غافل مجھے تو نے ہشیار کیا تو نے بتلائی بھر مجکو راہِ صفا
تیرے دیدار میں دیدِ حق کی ہوئی افتخار علی

جناب برہان الدین شاہ مرحوم متخلص بہ شاد

واصلِ حق و آگاہِ سرِ سخن افتخار علی افتخار علی
شمع کاشانۂ فقر و فخرِ زمن افتخار علی افتخار علی
ہوش در دم بیداری تو ہر یک نفس ہم نظر بر قدم می نہی پیش و پس
می کنی تو مدامی سفر در وطن افتخار علی افتخار علی
ہست قولِ تو بیشک کلامِ خدا ہست نامِ تو بے شبہ نامِ خدا
ہست ارشاد رمزِ تو جانِ سخن افتخار علی افتخار علی
ہے طلاطم میں بے طور بحرِ فنا میری کشتی کا تو ہی تو ہے ناخدا
دستگیری بکن اے شاہِ زمن افتخار علی افتخار علی
خاطرِ شاد کن شاد بہرِ خدا باش در چشم و جانش تو جلوہ نما
اے غریب الوطن اے غریب الوطن افتخار علی افتخار علی

جناب محمد امین الدین شاہ صاحب مرحوم متخلص بہ قریب

میری خودی نے مجھ سے کیا تھا جدا مجھے		جب مٹ گئی خودی نظر آیا خدا مجھے

دیر و حرم پھرا پہ نہیں کچھ ملا مجھے
مرشد کی شان ہی میں ملا ہے خدا مجھے

زنگِ دوئی جو آئینۂ دل سے مٹ گیا
شانِ خدا خودی میں ہوئی آئینہ مجھے

ناقوس بج رہا ہے کہیں ہوتی ہے اذاں
ہر وصف سے یاد کرتی ہے خلقِ خدا مجھے

باہر خودی سے ہوں کہ نہ سمجھا میں آپ کو
کہتا ہے بت کوئی کوئی سمجھا خدا مجھے

دیکھا خودی میں شان خدا کی ہر آئینہ
جب دل کے آئینہ سے ہوا سامنا مجھے

باطل سے دور حق سے ہوں نزدیک اے قریں
رستہ وطن میں مجھ کو وطن سے ملا مجھے

جناب مرزا قدرت علی بیگ شاہ مرحوم متخلص بہ شاغل

دلِ سے جو یادِ خدا کرتے ہیں
لب کہیں اون کے ہلا کرتے ہیں

جب سے دیکھا ہے ترا مصحفِ رخ
سورتِ نور پڑھا کرتے ہیں

فکرِ دیں ہے نہ غمِ دنیا ہے
دید میں حق کی رہا کرتے ہیں

وہی ہنستے ہیں جو ذاتِ حق ہیں
اپنی ہستی کو فنا کرتے ہیں

ہم بھی مظہر ہیں حق و باطل کے
بت کو چاہیں تو خدا کرتے ہیں

دیکھتے ہیں وہ ترا روئے صفا
دل کو اپنے جو صفا کرتے ہیں

کیا غرض کعبہ سے قبلہ ہم کو
حق سے گھر ہی میں ملا کرتے ہیں

رو برو ہے وہ ہمارے ہر پل
جستجو جس کی کیا کرتے ہیں

رب سے لبیک کی آتی ہے صدا
یاد حق کی جو کیا کرتے ہیں

بانکپن رکھتے نہیں اسکے سوا
بُت کے مانند ہے فسانہ تیرا
دیکھکر تجھ کو نظر میں اپنی
بند بیوجہ نہیں ہیں آنکھیں

جان و دل تجھ پہ فدا کرتے ہیں
چُپ کے وہ بیٹھے سُنا کرتے ہیں
آنکھ ہم بند رکھا کرتے ہیں
دیکھتے حق کو رہا کرتے ہیں

چھوڑ کر اب تو بتوں کو شاغل
دمبدم یادِ خدا کرتے ہیں

شکلِ دنیا حباب آسا ہے
اِس چمن میں دھرا ہوا کیا ہے
ہے کوئی شاد ماں کوئی محزوں
آہ و نالہ کی یہ ہوئی تاثیر
حال میرا نہ مجھ سے کہوا ؤ
دار کا مستحق نہ تھا منصور
پاس سب کے علیحدہ سب سے
گر پڑے حضرت کلیم اللہ
دخل جس میں نہ ماسوا کا ہو

ایک پنہاں ہے ایک پیدا ہے
نازِ بلبل کو گل پہ بیجا ہے
دارِ فانی عجب تماشا ہے
پوچھتے ہیں یہ شور کیسا ہے
وحشت انگیز اک فسانا ہے
حق کے کہنے کا یہ نتیجا ہے
ذاتِ پروردگار یکتا ہے
حد سے بڑھنے کا یہ نتیجا ہے
دل نہیں ہے وہ عرشِ اعلیٰ ہے

اوس کو دل ہی میں ڈھونڈھ لے شاغل
یار جس میں ہو وہ ہی کعبا ہے

جناب قاسم شاہ صاحب مرحوم متخلص بہ قاسم

جب میں کیا خودی سے کنارا محمدا
دیکھا ہے مجھ میں جلوہ تمہارا محمدا

دیدار حق کی مجھ کو تمنا نہیں رہی
دیدار آپ کا جو ہوا یا محمدا

دیکھا ہے ذوالجلال کا جلوہ جونکہہ بھر
جس نے جمال آپکا دیکھا محمدا

پھولا پھلا ہی گلشن امکان میں وہی
جو دل ہوا میں آپ کو دیکھا محمدا

ہے سیر لامکاں کی سمجھ کو مکانیں
پایا جو میں نے آپ کا پایا یا محمدا

ہے دوسرا نہیں دوسرا حضرت سوا کہاں
اخلاص سے کھلا یہ معمّا محمدا

گذرا جو آپسے تو میں پہنچا ہوں آپ تک
آئینہ بن کے آپ کو دیکھا محمدا

قاسم بھی جب وطن سے ملا آپ سے ملا
حق ہے کہ ہیں خدا سے ملا تھا محمدا

ختم شد